بہ عون صانع مکین مکان و فضل خلاق زمین و زمان
دیوان شہیدی
مطبع رفیع جوہر ہند دہلی مین منشی جی نرائن کی اہتمام سی طبع ہوا

بہ عون صانع بیکین مکان و فضل خلاق زمین و زمان ہے
دیوان شہیدی
مطبع رفیع جوہر ہند دہلی مین منشی جی زین کی اہتمام سی طبع ہوا

بسم اللہ الرحمن الرحیم

ردیف الالف

حسن سخن ہو وصف جمال اوس جمیل کا
گلگونہ جسکا آتش رخ قال و قیل کا

اُس خط کے دائرہ مین عیان نقطہ سپہر
روے عزیز مصر مین ہی خال نیل کا

سرمہ نہ ہاے گر نہ سرا عشوہ طور کو
مفتون ہو کوئی کسی چشم کحیل کا

گر سنگچون مین تو ہو مرجان ہنگے ہار
گردن پہ انکی خون ہو تیرے قتیل کا

تصویر ایک آئینہ انواع مختلف
کس وجہ مین نہ محو ہون ہر شکیل کا

کل واجب الوجود تو جز ممکن الوجود
مفہوم متحد سے عدیم و عدیل کا

نقطے کی انبساط سے ہو خط و سطح و جسم
مبدا وہ ہے عمیق و عریض و طویل کا

[illegible]

مری یاد نفس سے گر ہو پران پردہ غفلت
بہم فرقہ کے پیش نظر ہو نور عرفان کا

بہار حسن ہریالی مری صحن سرا کی ہے
ریاض قدس گلدستہ ہے میرے طاق ایوان کا

سحاب ملک جان ہو کر مین برسون گر دو پہر
روان ہو جوئی خشک کہکشان مین چشمہ حیوان کا

زبون ہین شاعرون کے گوہر معنی نہ پیدا ہون
نہ ٹپکے گر صدف مین انکی قطرہ میرے نیسان کا

نیابت اپنی بخشی مسند فیاض نے مجکو
زمین تا آسمان ممنون ہو میرے نوال احسان کا

نہین پیدا ہوئین اس باغ و ہوا آب و آتش سے
کہ مرکز چار سے عالم ہے باہر میرے ارکان کا

ہے بنیا عظم و شان مین دیکہتا ہون سیر الٰہی ہے
جہان کیونکر بنا ہے آئینہ تصویر انسان کا

مرے زیر قدم ہے تخت شاہی جس ولایت مین
وہان بھی ہے دام و دد کو عار ہے منصب سلیمان کا

بشر کے قالب خاکی مین گر مین جلوہ فرما ہون
تماشا دیکھنا منظور ہے نیرنگ امکان کا

رہا مین دہر مین اندیشہ آشوب سے ایمن
مگر کو کیا خطر ہے نقطہ گرداب عمان کا

فراغ صد ابد ہے نیم لحظہ میری آسایش
طلسم کن نمونہ ہے مری خواب پریشان کا

رہیگا روز رستاخیز تک گوئی فلک گردان
حریف اک لحظہ تھا مجھ سخنین میرے چوگان کا

مرے خاک قدم سی چتر خسرو استعانت لے
مری نعلین کو نعلبندی تاج سلطان کا

جسے کہتے ہین سب فردوس پائین باغ ہے میرا
ہے ہمصفت مگر سمجھے فقط راہ و عثمان کا

فنا فی اللہ بقنے کی رمز سے ہی جسکو آگاہ ہے
مقام و دس شخص پر ہی کشف میرے عزت شان کا

[illegible]

ولیکن مجھکو لطف عام سے امید واثق ہے
گروگی جرم میں تم میری صد لۂ النقصان کا

سوا اسکے نہیں اب زندگی میں کچھ ہوس باقی
رہون ثابت قدم سر منزل التصدیق الایقان کا

تصور آپکی صورت کا وقت نزع ہو مجھکو
مرا ماتم سرا مشرق بنے مہر درخشان کا

نگاہ پاک کو جسوقت پہونچے حکم قربانی
جمال خاص ای قبلہ ہو قبلہ چشم حیران کا

صفا یہ جان بر لب آمدہ کو میرے حاصل ہو
دم آخر ہی آئنہ ہو ورکش صبح خندان کا

ادہر دار فنا میں روح کو تن سے جدائی ہو
ادہر ملک بقا میں جاکر وصل ہو نہیں جانان کا

شہیدی مصطفے کا لاڈلا حیدر کا پیارا ہون
تجھے کیا خوف ہے پردہ ہو نہیں شاہ شہیدان کا

ولہ

شوق وصال سینہ میں آزار بن گیا
میں خواہش طلب میں بیمار بن گیا

میری خرابی کی ہوئی تعمیر عیب سے
سیل آکے چار سمت سے دیوار بن گیا

ٹپکے ہے چشم سے دم املا گل سرشک
غمنامہ قطعۂ خط گلزار بن گیا

میں کیا ہون صحبت بد رندانین بیٹھکر
دو دن میں شیخ صومعہ میخوار بن گیا

سمجھا گناہ کو جو گناہ اپنی شرع میں
اسپر عذاب ہے کہ گنہگار بن گیا

جو دود میرے دل سے اوٹھا کھا کے پیچ و تاب
ہندوی چرخ کے لیئے زنار بن گیا

گر جوش گریہ کا یہی عالم ہے دیکھنا
ہر قطرہ رشک قلزم زخار بن گیا

تیرے خیال نے مری دلکو کیا فگار
طالع کے انقلاب سے گل خار بن گیا

بنا تھا پنجہ جراح رشک پنجہ مرجان
ترے زخمی کا جسدم انکے زخم خونچکان باندھا

مرا ہر مصرعہ دیوان ہے اک شاخ شاگویا
لب شیرین کا مضمون مین ای شیرین زبان باندھا

زبان نزع دیکھا اک نظر حور بہشتی کو
یہ بہتان اپنے عاشق پر عبث ای بدگمان باندھا

کوی ای جاماماں عرش تمسے داد لیتا ہون
ستون اک اب بحر نالون نے سو لامکان باندھا

شہید اس قدردانی کا ہون ٹکڑے کر کی عاشق کو
لحد پر نخل ماتم یار نے مہر نشان باندھا

مجھے اک عمر سے تھا موتیونکی سہرا ارمان
شب فرقت مین تو نے دیدہ گوہر فشان باندھا

رسائی ایک تیری بام تک اسکو نہین ظالم
کمند آہ مین سو بار مین نے آسمان باندھا

وہ کنج ذات کیا کچھ ہوگا یارب مین تو حیران ہون
حفاظت کیلئے جسپر طلسم دو جہان باندھا

شہیدی کثرت عصیان سے مجھکو خوف آتا ہی
سفر ہے دور کا اور دوش پر بار گران باندھا

ولہ

احسان سپہر پر ہے مرے دود آہ کا
کاکل بنا ہے عارض زیبائی ماہ کا

ہر جا بہار جلوہ تابان ہو گلفشان
دامن وسیع ہے مرے تیر نگاہ کا

جیسے چمک کے گم ہو شب تیرہ مین شرار
خورشید لقمہ ہے مرے روز سیاہ کا

اسکے طرف سے دیکھی ہے بدعہدی اسقدر
عاشق کے دل سے وہم مٹا دسے نباہ کا

اندوہ دائمی مین کٹی کس خوشی سے عمر
گر مجھکو غم نہو طرب گاہ گاہ کا

روبروی حق نہ اخفای محبت ہوسکا | ہیچ محشر سے مگر پردہ میرے نامہ کا

سیر کرتا ہون نگین دل شہیدی زہر سے
کندہ اس پہ مین کرون کا نام شاہ طوس کا

جان اب سستی ہی کیا بھید چھپانا دل کا
نئی باتین نئی گھاتین نئی چاہت ینا پیار
لاکھ ڈہونڈھا کری وحشت کوئی ملتا ہی سراغ
ہای رے اگلی ستمگار کا سن سن کے گلہ
انکی برداشت زیا نتک تو کیا نازک طبع
تھوڑی سی حلقون مین ہے زلف کی عارض کو زیب
جاہ کے کچھ تو مزے سی ہو شہیدی آگاہ

ولہ

تیری عارض کے تصور سے ہو عالم کا نور
نازپرور محبت کو نہ آسے خواب مرگ
اہل دوزخ جا نہین دیتے ہین اپنی بزم مین
کب تصرف سی جدا رہتا ہی شب کو بند بند
منطق وحدت مین کب ہی امتیاز شخص و نوع

ولہ

آپ سے تجھکو مبارک ہو لگانا دل کا
کیا قیامت ہی نئے شخص پہ آنا دل کا
انکی مٹھی مین ہے ان روزون ٹھکانا دل کا
انکا بھرنا دم سرد اور وہ دکھانا دل کا
سخت دشوار ہے اب مجکو اوٹھانا دل کا
انھین منظور ہے پھندے مین پھنسانا دل کا
کاش چندے اسی بھای جو ستانا دل کا

ولہ

میرے گھر برسون گذر ہوتا نہین ... کا
تا نہ زیر سر ہو وقت نزع زانو حور کا
داغ تھا میرے کفن پر چاند کے کافور کا
کم نہین ہے غوث سے رتبہ تیری مجبور کا
گردن منصور کا ہے طوق خون منصور کا

تجھے سفال میسر ہو اگر دست و ک
روان ہو سکیا ہے مین فیض عام شیشے کا

نکال مجھکو نہ بزم شراب سے باہر
کہ تیرا پردہ ہون ساقی غلام شیشے کا

بقدر صرف مجھے دی شراب پیر مغان
زبان حال سے یہ ہے کلام شیشے کا

ہزار جان سے کرے زخم خوردہ اکا گیند
خال دل کی طرح الیتام شیشے کا

وہی لطافت صورت وہی صفای درون
ہمارے دل مین ہے نقشہ تمام شیشے کا

نہ چھپ سکے تری بو مین آہ ای بدبت
گلی پرین ہین کہت نارکس مین دام شیشے کا

بلاسے جان تھی تجھے چال ہی تری ساقی
قیامت اور بھی لایا خرام شیشے کا

نماز منع نہ میکش کو ہوگی پیر مغان
کہ خوش نما ہے رکوع و قیام شیشے کا

تو اس ہنر مین نہین شیشہ خاطر نکو چھیڑ
نہ تجھ سے ہو سکے نازک یہی کام شیشے کا

نہ تیرے ساتھ شہیدی کی میکشی ہو نصیب
لیا ہو گر تری فرقت مین نام شیشے کا

ولہ

تیغ رکھتا دوش پر باعث ہوا سو ناز کا
ایک پر سے اس کے قصد ہی پرواز کا

جنبش ابرو دکھا کر دور سے مارا مجھے
تیغ بازی مین کیا کام اوس نے تیر انداز کا

ہو وہ ہے شمع بزم ظاہر تو دم رقص اے پری
شمع بزم روح ہی شعلہ تری آواز کا

گر خلو و عیش و وصل یار پر راضی نہین
داور حشر آج دن ہے عاشقون کے ناز کا

کیا عجب منکر رہے میرے سخن کا مدعی
کل جہان قایل نہین قرآن کے ہی اعجاز کا

شکل دکھلائیگا فردا ای قیامت مجھکو
وعدہ سچا ہے ترا معنی فردا سمجھا

اٹھ گیا جب شفق رنگ حنا کا پردہ
کف روشن کو مین اوسکے ید بیضا سمجھا

دیکھکر چشم پر آب و مژہ شعلہ فشان
لب دریا وہ چراغان کا تماشا سمجھا

آکے جب واجل نے مری جان بخشی کی
مین دم تیغ کو تجھہ بن دم عیسے سمجھا

رکھتے کیا جانیئے کیا رشک مسیحا پہ گمان
گر عبادت کا نہ عازم ہوا اچھا سمجھا

مین تو سمجھا ہون ہزار اوسکو شہیدی لیکن
میرے سمجھانے سے کب یہ دل شیدا سمجھا

ولہ

بازوی روح القدس مین ہے جو تیری تیر کا
سینہ عیسے کے لایق دم تری شمشیر کا

چہرہ سے جسم ناتوان کے رنگ الیسا اڑ گیا
جانتی ہے خلق گر وہ چین کی تصویر کا

نہر حلق تشنگان سے دمبدم پاتا ہے آب
لہلہاتا ہے کیہ ین سبزہ یار کی شمشیر کا

دل مرا حلقون سے اوسکی زلف کی عاجز ہوا
ایک دیوانہ ہے بستہ سینکڑون زنجیر کا

میرے دیوان کو تماشا کر نگاہ غور سے
ہر ورق ہے اک مرقع یار کی تصویر کا

نام ہی سنتے رہے پر ہم نہ ہاتھ آئے کبھی
خاک پاے یار رکھتی ہے خواص اکسیر کا

رعد عاشق کی فغان صبحدم کا ہے لقب
صاعقہ ہے نام اوسکی نالہ شبگیر کا

تو جو بیخواب رہا اک شب مجھی کہتی ہے خلق
یاد ہے اوسکو عمل خورشید کی تسخیر کا

سوگنہہ سرزد ہوں جیسے وال نہیں ہرگز نہیں — عہدہ سونپا ہو تغافل کو مری تعزیر کا
اسکے ابرو پر ہمیشہ چین نظر آتی رہی — بل نکلتا نہیں ہے ہے اس شمشیر کا
اس بھبوکے کا گل نظارہ مین چنتا رہا — شب لیا مد نظر ہے کام آتشگیر کا
اہل صورت کو ضرر ہے مری اسمین شک نہین — آب سے پژمردہ ہوتا ہے چمن تصویر کا
بزم دنیا مین جسکین تیرہ باطن کو ہو نفع — بیان زبان شمع کا قاتل ہین گلگیر کا
جسکو سینے سے نکالا تو نے پیکان جانکر — دل ہے ای قاتل یہ تیری عاشق دلگیر کا
کرکے مین قطع تعلق سب مین دیوانہ بنا — وہ بڑا غافل ہے جو بستہ ہو سو زنجیر کا
مین بجا ہے رشتہ پنہان سینکڑون نہ باکھر — معتقد ہون زاہدون کے سبحہ تزویر کا
اڑگیا شوخی سے اپنے نقش مانی رہ گیا — سادہ کاغذ ہاتھ مین ہیکر تری تصویر کا

مرکے بھی مجھکو نکلنا ای شہیدی ہے محال
حلقۂ گرداب ہے حلقہ مری زنجیر کا

ولہ

شکوہ نہین عشاق کا دستور کرون کیا — گر اوسکے ستم کا ہون مشکور کرون کیا
لاؤن گا زبان پر نہ تری بیداد ہرگز — بے رحم تجھے خلق مین مشہور کرون کیا
واقف ہے مری حال سے تو مجھسے زیادہ — ہر روز تیرے سامنے مذکور کرون کیا
ہو جائیگا چپ سکے مرا حرف تمنا — نادان ہے اوسی اور بھی مغرور کرون کیا

شب تاریک عاشق ہین ترے رخ کی تجلی سے
یہ رونق تھی رخ پر خاک پرشاش ہے گویا

سلا کر قبر مین کھولا کفن تری بلاکش کا
صباح حشر کا سو جا سے پردہ فاش ہے گویا

ترا سیب ذقن ہے نوربانِ حسن کا میوہ
مہ نو قاب گردون پر اسی کی قاش ہے گویا

دیار عشق بازی مین گلو کیجے مہر دولت ہین
نہین یہ سکہ جسکے ہاتھ مین قلاش ہے گویا

کیا عیسےٰ نے مجکو نوش جان کرکے جون دل اپنا
مریض عشق کی بہتر غذا یہ آش ہے گویا

گلستان مین کیا موج صبا نے گلکو سو ٹکڑے
لگا مقتل مین زیر تیغ میری لاش ہے گویا

نگاہ لطف مین اس شوخ کی ہی اسقدر تیزی
گمان بینندہ کو جو ہو بر سر خراش ہے گویا

مصور سے بہت ملتی ہی اس تصویر کی صورت
کھچا نقشہ نشہ مین نقشہ نقاش ہے گویا

اسکو یان نظر آتا نہین خورشید رو اپنا
سراسر خلق عالم دیدۂ خفاش ہے گویا

شہیدی جب رقم کرتا ہی اپنا شعر دیوان مین
صریر خامہ ملک غیب سے شاباش ہے گویا

ولہ

تو نے شب غم پانون نہ دامان سے نکالا
سر صبح قیامت نے گریبان سے نکالا

حسبطور ہمین کوچہ جانان سے نکالا
آدم کو نہ یون روضۂ رضوان سے نکالا

قربانی انسان کا نہین شوق گر اوسکو
پھر عید کے دن کیون مجھے زندان سے نکالا

احباب کے کاندھے سے گرا جاتا تھا جسم
تابوت مرا گور غریبان سے نکالا

دیوان شہیدی

آسمان ہفتمی پر قمریوں کا ہے دماغ
ہے وہی شکل و شمایل ہے وہی ناز و ادا
ای صنم میں وہ کواہی ہے یہ تجہین تو زحشر
یا چشم سرمگین کیا کیا رولاتی ہے مجھے
کم نہیں ہوتا جنون ہر جیب خار دشت سے
غیر کا ہے اس پہ کیے باغمین جانیکا قصد
طوق ڈھلتے ہین کہین زنجیر بنتی ہے کہین
عیدین بھی ہوتی ہین نور و تہی تجہی زیر
راتدن اور او پر پڑھتا ہوں کہ لوہین لطف سے
جسطرح چھوٹے ملیندی پر اتار آتشین
جمع ہوتے ہین مری آواز پر گل ہزار
گر سنے اللہ کیا اب حاضر و ناظر نہین
سنتم جان اسقدر بھی جسم خاکی کا نہین
جیسے دیوان مین لکھی ہے ادس سر ایک صفت
عندلیب نے اور پر قمری کو کیا کیا طنز ہے

باغ میں تا سیہ رنگا بیٹھا ہے شمشاد کا
کیون نہ دعوی کا ہو پیری پر ہاتھ ہے حمزاد کا
گر خدا سے بہی کرون شکوہ تیرے بیداد کا
جس گھڑی قرآن میں پڑھتا ہوں رعد و صباد کا
کام میں لیتا رہا ہوں نشتر فصاد کا
یا الہی نہ اتعہ د پیش ہو شداد کا
گرم ہے بازار تیری عہد میں جلاد کا
ہے یہی عالم ہمارے نالہ ناشاد کا
ہو گیا عشق بتان باعث خدا کی یاد کا
بام گردون پردہ عالم ہے مری فریاد کا
غیرت گلشن کیا ہے میں نے گھر صیاد کا
مین عبث روز قیامت منتظر ہون داد کا
اعتماد اصلا نہین ہے کاخ بے بنیاد کا
ہر ورق ہے اک محلہ شہر حسن آباد کا
یار کے گیسو مین شانہ دیکھ کر شمشاد کا

چھوم کر وقت کرشمہ ابروی خمدار یار
بول اوٹھی مشاطہ آج اس تیغ کا جوہر کھلا

بیٹھ انشکین سے قفس میں کوئی دم مرغ اسیر
مدتوں بچھڑ کا نہ اب تک کوئی تیر اپر کھلا

بند ہے مجھپر اب اوس ستمگر کی محفل کا در
سکیشی کے شغل میں جو میرے گھر آکر کھلا

اور بھی چمکا وہ رخ جب سوانگ جوگن کا بھر
حسن اس آئینہ کا ملنے سی خاکستر کھلا

چودہوین تاریخ میں تھا شبہ تحت الشعاع
چاند کے جیدم مقابل وہ رخ انور کھلا

تھا وہ روپوش خجالت تھا سیلاب نے
کاوشین کین پر نہ میری قبر کا پتھر کھلا

راہ لی ہر نیک و بد نے جب بہشت و نار کی
بیکسی کا حال عاشق کو شب محشر کھلا

آسمان کیسے ہاتھ سی وا شد خلاف عقل ہے
ای شہیدی راز میرا خلق پر کیونکر کھلا

ولہ

خفا سکیں لب رنگیں رخ تاباں ہوگا
ناز و شوخی میں نہ مہتاب سماں تاباں ہوگا

روز و شب انکھوں تلے پہرتی تری صورت
کب تو ای سرو مری گھر میں خراماں ہوگا

کرتے ہو نیم نگہہ پر مرے دل کا سودا
نہ خرید و یہ ابہی اور بہی ارزاں ہوگا

اسقدر لطف نہ فرماؤ شب وصل میں تم
روز ہجران مجھے اندوہ فراوان ہوگا

مدتیں ہو گئیں عریاں ہوں جنونکے ہاتہوں
اب بہی ناخن میں کوئی تار گریباں ہوگا

دوست نے خاطر دشمن سے کیا مجھکو ہلاک
موت یہ ہے کہ وہ کم حوصلہ نازاں ہوگا

قابل بزم حریفاں ہے وہ ہرجائی ہے
تو شہیدی اسے عادی کیجیے پریشاں ہوگا

مجھے بسمل فنا تھا بقا کا راستہ پایا ہوگا
عیاں ہے چشمۂ خورشید میں ہے قطرہ شبنم کا
بہت سی کچھ کو سے بتان میں اڑایا ان رنگین
شہیدی میں نے پیدا کر دیا ہے چشمہ زمزم کا

ولہ

آتش شمع سے جل اے حسن روشن ہوگیا
آب اس تصویر سے چہرہ لو روشن ہوگیا
عالم بالا مری آہوں سے گلخن ہوگیا

دیوان شہیدی

اک تیری دلکو نہین تاثیر مطلق ای پری
ورنہ جب آتش مین گھلا موم آہن ہو گیا

اسقدر رو رو جگر سے میرے وان کا جل جلا
سینہ ماتم خانہ کا ہر ایک روزن ہو گیا

نازنین رو جلکہ کیونکر نہ عار آنے لگا
کسقدر بیتاب دل اپنا تپا سے تن ہو گیا

بھائی جب ٹھوکر تیری وحشی کو رم یاد آ گیا
اسکو ہر ایک سنگ رہ سنگ فلاخن ہو گیا

سینہ احباب پر پڑتا ہے اپنا ہر قدم
سیر کے قابل نہین یہ باغ مدفن ہو گیا

کل جو ناسخ نے شہیدی کو پہنایا پیرہن
ناتوانی سے گریبان طوق گردن ہو گیا

ولہ

غیر کے کہنے پہ ناوان مجھسے بدظن ہو گیا
جھوٹ نے کچھ بھی کیا اثر ہے زود دشمن ہو گیا

یار آیا خانہ تاریک روشن ہو گیا
ساحت آئینہ مری گھر کا آنگن ہو گیا

تم رہے جس قصر مین وہ صفحہ لیلے بنا
ہم گئے جس دشت مین وہ نجد کا بن ہو گیا

گر خبر ہوتی وہ بیشک ترک کرتا اپنی سیر
گل سر بازار ملنا اتفاقاً ہو گیا

اسقدر حالت زبون ہے اب تری بیمار کی
حیف یار اوس کے سرہانے رت شیون ہو گیا

کہتے ہین اشک ندامت سے ہو تخفیف گناہ
ہم تو روئے اور بھی تر اپنا دامن ہو گیا

جب نہ تب ملتے ہین دست و پا اپنے اسکو غیر
خون دل اپنا شہیدی [illegible] دشمن ہو گیا

ولہ

یون دل ہے تری یاد مین دلبر بھرا بھرا
ساطان سمجھے وہم سے جیسے ہو کشور بھرا بھرا

جن روز ون میرے گھر مین وہ رہتا تھا رات دن
کس رنگ ہمنشین تھا مرا گھر بھرا بھرا

دیوان شہیدی

پیشتر آب سی ہوتی ہے مبدل نکہت	گر یہی گریہ ہے منہ پر مری کیہ رنگ رہا
وہ مسافر ہون جسے شام کو تحقیق ہوا	شہر مقصود کا رستہ کئی فرسنگ رہا
عار تھا ہر کس و ناکس سے مقابل ہونا	شکر صد شکر مرے آئینہ پر زنگ رہا

نہ پسند آئے شہیدی ہمین تیرے اشعار
جبکہ انداز غزل سینکڑون فرسنگ رہا

ولہ

داغ عاشق ہین خیال دہن تنگ رہا	دست معشوق ہین اک غنچہ خوش رنگ رہا
زینت کندہ کے لائق ہو عقیق روشن	نام سے تیرے جگر سوختہ کو ننگ رہا
سبق شوق دیا عشق نے مجھکو ازبر	طاق نسیان ہین دہر انسخہ فرہنگ رہا
سلطنت ہمکو رہی عشق و جنون کی دولت	دود دل چتر رہا یا دیہ اورنگ رہا
اہل ایمان ہون نہ مانون وہ صنم لاکھ کہی	لکھہ گئے صورت مری نقاش ازل دنگ رہا
تونے دیوانہ و فرزانہ کیے سکتے ہین	شل رہا دست جنون پای خرد لنگ رہا
خط جانان کے تصور نے کیا دلکو سیاہ	عکس طوطے سی مری آئینہ ہین رنگ رہا
کردہ قسمت عشاق کی قسمت کا حیف	صدف مبدع صورت ہین بھرا رنگ رہا
جان انعام تو دے اے فلک شعبدہ باز	تو دکھاتا ہین سو رنگ کے نیرنگ رہا
دیکھکر سینہ زنی چہرہ خراشی اپنی	بزم دشمن ہین اوسی شغل دف و چنگ رہا

البتہ وصل شوق سے جنبش تھی قلب کو
مرغ بریدہ سر کی طرح کچھ طپان نہ تھا

سرگرشی اوسکو صاحب غیرت سی تھی نصیب
تا ہمرا مصاحب کرو بیان نہ تھا

سو کام مجھکو نالے سی کسدن پڑا و ہان
مضمون شوق کیا تھا جو اوسپر عیان نہ تھا

کب ہم نہ روٹھ بیٹھے تھے ناز عشق سے
کب عذر خواہ وہ بت شیرین زبان نہ تھا

ناگہ پلک جھپکتے ہی ایسا وہ گم ہوا
دونون جہان ڈھونڈھ موی ہم نشان نہ تھا

کیا جانتے تھے یون ہمین چھوڑ لگیا ساتھ سے
ان بیوفائیون کا شہیدی گمان نہ تھا

ولہ

کیونکر آسان مرے دل سے ہو غم یار کا جدا
روح قالب سے ہوا کرتی ہی دشوار جدا

ضعف سی تن کا وہ عالم ہے اگر آہ بہرون
خلق سمجھے کہ ہوا کیچلی سے مار جدا

اوس سے تا نزع خطر اس سے لحد مین ایذا
مرض موت جدا عشق کا آزار جدا

ربط چسپان ہے مجھے کفر سی تا زندہ رہون
یا رگ جان سے نہین رشتہ زنار جدا

زور آیا ہے کلائی مین جواب نام خدا
اکدم ہاتھ سے ہوتی نہین تلوار جدا

ہو سکے لالہ کے سینہ سے سیاہی زائل
داغ عاشق کے جگر سے نہ ہو زنہار جدا

تیرے گلشن مین ہمیشہ رہے شبنم کی بہار
لحظہ سینہ سے نہو موتیون کا ہار جدا

زاہد شہر کی ہے طرفہ خرابات مین سیر
پی کے مے سبحہ جدا پھینکے ہے دستار جدا

ہم خلایق کسی دریا کی گرہ حبین ہین
دم مین سو بار ملے اور ہوی سو بار جدا

کب تلک اے خاطر وحشی ترے بہلانے کو
کوی ڈھونڈھا کرے ہر لحظہ بیابان نیا

چاہیے صبح کے مانند ترے عاشق کو
چاک کرنیکے لیئے روز گریبان نیا

خوشدلی رہتی ہے یہ کسکی ہم آغوشی سے
اسقدر کچھ رنگ نکالا ہے مرجان نیا

قدر سب چاہنے والون کی ہوئی دیکھ چکے
خواہ رہتا ہے پرانا تو پشیمان نیا

ق

عطر و پان و گل و شمع و مے و نقل صد رنگ
بزم عشرت کا جو وان جمع ہے سامان نیا

بد گمانی یہی کہتی ہے کہ اوٹھ چلیو یان سے
آنے والا ہے کوئی آپکا مہمان نیا

کشتہ بہر و کیجے اوسکے ہون شہید کہ وہ شوخ
جلوہ فرما ہے مری چشم مین ہر آن نیا

وله

پاؤن رکھتے کوچہ قاتل مین سر جاتا رہا
تھوڑی جرات مین بہت روز ون کا ڈر جاتا رہا

بے دلیل اشک عنابی کبھی باور نہو
جس سے کہیے چشم مین ہوکر جگر جاتا رہا

سچ ہے تلیے پر پہونچکر تیر کم کرتا ہے توڑ
میرے نالے کا بلندی سے اثر جاتا رہا

وصل کی تدبیر کا خوا ہان رقیبون سے ہوا
تیری فرقت مرا ہوش اسقدر جاتا رہا

میرے دم تک اوس گلی مین حشر کا ہنگامہ تھا
اپنا لاشہ اٹھتے ہی سب شور و شر جاتا رہا

باغ دنیا سے ملا کیا تہا ل آرزو
شور نار دل کی خاصیت سے جھاتا رہا

بے مقدر دولت باقی نہ حاصل ہو کبھو
آ کے قابو مین مرے وہ سیمبر جاتا رہا

اک گل دیدار کی حسرت مین لب پہ تھی جان
یا ہمارا دامن نظارہ بھر جاتا رہا

ہوا ہوں جیسے آشفتہ قد رعنای دلبر کا
جدہر جاتا ہوں میرے ساتھ ہنگامہ ہی محشر کا

عرق رخسار گلگوں پر پسینہ ہے پیمبر کا
دہواں وہاں آپکی زلفیں دہوں آہی مشک عنبر کا

میں حیرت دیکی قاصد بھیجتا ہوں کوی جانا ئین
کہ ہو میری طرف عاید ثواب اس حج اکبر کا

خداوندا اثر کم ہو ہماری آہ و نالہ سی
دل اپنا مبتلا ہے اندنوں اک نازپرور کا

جنون افزون ہے گر رفتا و کم کرتا ہی خون میرا
گلے پر پھیر دی خنجر نہیں یاں کام نشتر کا

خدا جانے وہ کیا سمجھا کہ میری قبر پر آکر
چڑھایا اوس نے مرجھایا ہوا پہول ایک پتھر کا

ندامت صید غفلت دل مرا پروردہ غم ہی
نکرتا تھا اوسی پچھا غزال خانہ پرور کا

دعائیں مانگتا ہے وہ کسی عاشق کا خط اوسی
نیا شوق اندنوں پیدا ہوا اوسکو کبوتر کا

دکھلایا اپنا روی آتشیں جب اوس عجمی کی ہیں
گمان پالی کی تہلی پر ہوا مجھکو سمندر کا

کبھی عمداً و ہکلا کر جو مجھسے بات کرتا ہے
مزا دیتا ہے اوس کا ہر سخن قند مکرر کا

پسیجا ایک تیرا دل نہ اے شیرین کبھو اسپر
جگر پانی ہوا فرہاد کی باتوں سے پتھر کا

کسیکے عارض و گیسو کی مجھکو یاد آتی ہے
نہ چھیڑ اے ہمنشیں قصہ شب غم گل صنوبر کا

چھلے ہے کشتی می راتدن محفل میں ساقی کی
ہمارا دور جب آیا ہوا ہی حکم لنگر کا

در و دیوار پر چھاپے لگی ہیں خون کی اے قاصد
پتا کیا اور بتلاؤں تجھے قاتل کے میں گھر کا

مجھسے نہ مجھ سے اور طوق سے نفرت رہا کی ہو
ہوا تھا کچھ جو نوں مجھسوں کو شوق التنزیور کا

قامت و رخسار تیری دشمن جان مین ہی سما
آتش پروانہ شمع اور گل بلای عندلیب

وہ غزل تیری چمن مین گرسنای عندلیب

عارض زنگین عیان ہین حلقہ ہای زلف مین
حسن گل ہی جیسے پیدا بجای عندلیب

بیٹھے وہی شاخ گل پر گرا و جار آشیان	ہو چکی بس ای چمن آرا سرای عندلیب
بہر قمری تیرے قد کا سایہ ہی سرو سہی	نقش پا تیرا اگر گل ہے برای عندلیب
شمع رو گر تجھکو دیکھے شعلہ آوارہ سے	سو سہم گل باغ مین آتش لگاے عندلیب
مین وہ عاشق دوست ہون ملتا ہی ہو کو مین آنکھ	دیکھتا ہون گر چمن مین نقش پای عندلیب

بیت بخشی کرتی ہے گر طائران باغ سے
ہمسے یہ اشعار تازہ سیکھ جای عندلیب

سنبل گیسو ترا گر دیکھ پای عندلیب	دل نہ یون ہو ہم رنگ گل مین چھپای عندلیب
گر تو یون ہی گلشن مین جلوہ فرما او نکلے ہی جوش	منہدم ہو کوی ساعت مین بنای عندلیب
زیر دیوار چمن ہر صبح جاتا ہون کہ وان	کانون مین او تنے سی آتی ہی صدای عندلیب
گلرخون کے بزم مین البتہ ہوا اپنا گذار	ہو جہان خندان چمن مین ان کیون جای عندلیب
دہوپ مین بیٹھا رہون مین سیر و رکی سامنے	اور پھری گلشن مین گل کی سایہ سای عندلیب
ایکدن وہ غیرت گل نے بٹھایا ہاتہ پر	رو ہی گل مین بس چھپے سب خار پای عندلیب
تجھسے دلمین عشق پنہان کہین گلبن کیا عجب	نکلے غنچون کے چٹکنے مین صدای عندلیب
جس روش تجھکو اوٹھا لیتا ہون مین ای نازنین	اس صفائی سے نہ گل کو بھی اٹھای عندلیب
بے سبب کیون خشم بیجا اسقدر ہی باغبان	ہان رعیت ہی تری یہہ خطای عندلیب

سیرے نالون سے نہین خوشتر نوای عندلیب
نیدہ ہی سے ہے یہ گلستان مین ہوا عندلیب

کیون گریبان چاک ہین رنگین قبایان چمن
گر نہین مست شراب نغمہ ہاے عندلیب

قدر دانی عاشقی کی ختم ہے صیاد پر
لا کے گل ہر روز کرتا ہی فدای عندلیب

پھینکدی ہی باغبین جوش جنون سے کرکی چاک
گل جسے کہتی ہین سب ہے یہ قبای عندلیب

مقتل گلشن مین آیا ہے لیے تر ہاتھ مین
کسقدر تھا گل کو فکر خون بہای عندلیب

اصلکی عاشق کو تسکین نقل سے ممکن نہین
پھول کاغذ کے نہون حاجت روای عندلیب

وہ ترا قد ہے صنوبر کو دکھای فاختہ
وہ تری رخسار ہین گل کو دکھای عندلیب

جو کرا انداز جفا تجھ مین ہی وہ گل مین کہان
کیا وفا سی میرے ہمسر ہو وفای عندلیب

آشیان سے صحن گلشن تک بچھی ہین لاکھ دام
کاش ہو موج ہوا زنجیر پای عندلیب

باغبین صیاد کا گلچین سے پہلے ہو گذار
صبحدم خالق سے ہی یہ التجای عندلیب

خصم جان گلچین عدو صیاد دشمن باغبان
وقت تیری فضل کا ہی ای خدای عندلیب

قصہ عاشق کو صبح حشر تک پایان نہین
کیا شہیدی سے بیان ہو ماجرای عندلیب

ولہ

آسے تھم لے کے کوڑی محتسب
گر نہو سے عقل شیشے توڑ کر
بنگئے مستون کے گھوڑے محتسب
عذر مین کیون ہاتھ جوڑے محتسب

دیوان شہیدی

ولہ

[illegible]

دیوان شہیدی

کیون رہروان ملک عدم ہی کیا نہ ساتھ — ہم بھی اودہر ہین چلنے کو تیار عنقریب

محفل سے آخر اوسکے نکلوای جائنگے — شوخی سے جا تو بیٹھے تھے اکبار عنقریب

وحشت بھرے ہوے مرے تیور کو دیکھکر — آتا نہین ہے ایک بھی غمخوار عنقریب

وہ دن گئیے جنون کی مداوا کیواسطے — دو چار روز بیٹھے تو دو چار عنقریب

جنس وفا کی قدر گر اظہار کیجیے — کہتا ہے مجھکو یان سے ہو بازار عنقریب

ای بدسلیقہ یہ بھی قرینہ ہے بزم کا — عشاق دور بیٹھین اور اغیار عنقریب

لے اپنے آشیان کی خبر جلد جبرئیل — پہونچی ہماری آہ شرربار عنقریب

دوری شہیدی اپنی سمجھہ کا قصور تھا
ہے شہرگ گلو سے بھی یان یار عنقریب

ولہ

چپ ہے ستم ظریف کی تقریر کا جواب — سنتا ہے کب وہ عاشق دلگیر کا جواب

وہ دن بھی ہون گے زنگلہ خندہ تن ترے — دیکھین ہمارے نالہ زنجیر کا جواب

قاصد سے پہلی وان ہین پہونچا گر خدا — خود لکھیئے اپنی شوق کا تحریر کا جواب

یوسف نہ لاکھ رنگ سے کھولی زبان طنز — مصر عدم مین یار کی تصویر کا جواب

دل نے مقابلہ مین عبث ہی بنای عرش — بیکار ہی تماش ہو تعمیر کا جواب

مصرع نہ اب ہو نظم شہیدی دہی مین ہم — لطف مین لکھتے ہی غزل میر کا جواب

ولہ

[illegible]

رشک آتا ہے مجھے میسر جسکو — ایک معشوق پری چہرہ ہو و جام شراب
گلشن حسن کے طاؤس کے پھنسنے کیلئے — غورہ زرہے اگر دانہ بنا دام شراب
گو مین تائب ہوں پر انکار کا موقع کوئی — خود بخود بزم مین دیتا ہے وہ گل اندام شراب
مین گرا لیکے سبو بول اوٹھا بادہ فروش — واقعی ہے سبب لغزش اقدام شراب
خم کرون گردن مینا تری فرقت مین تو دی — شور قلقل سے مجھے موت کا پیغام شراب
چشم جانان ہی ترے سحر قابل ہے کہ تو — گل نرگس کو بناوے گل بادام شراب
وصل کی بات کا لطف اسکے سنو پوچھو جو خضر — آپ بیہوش ہوا پی کے سر شام شراب
فتنہ و شر کا سبب غمزۂ سفاک ہوا — عہد مین تیرے بری مفت ہی بدنام شراب

طبع پھر جوش پہ ہے تا کہ دوبارا نہ کہے
ای شہیدی اسے ہم کیون نہ کہین جام شراب

لطف سو دیکھے پلا کر اوسی کو جام شراب — وصلکی رات مین کیا آتی مری کام شراب
پیشتر آمد جانان سے ہوا مین بیہوش — ہو گیا حق مین مری وصل کا پیغام شراب
لقمہ ثابت ہی ترے چشم کی مخموری سے — کب یہ ممکن ہے پیے صبا اسلام شراب
اوسکی محفل مین رہین تا کہ نہ عاشق جو مین — دور اول مین پلا دیتے ہین پھر جام شراب
میرے شیشے کا ہے مجلس مین ہمیشہ چال — دیر مین جیسے دہرے زاہد اصنام شراب

دیوان شہیدی

تیری خدمت کی بدولت ہمیں اے پیر مغان	راتدن ملتی ہے میخانون میں مدام شراب
چشم مخمور کا کشتہ ہوں مری تربت پر	کیا عجب خلق چھڑکاتی رہے بیدام شراب
رنگ ہو جاے ہمارا ابھی ابھی سرخ و سفید	اپنی جھوٹی مجھے دے ساقی گلفام شراب
میری آنکھوں سے تری دیکھ کے سمجھا کہ پیئے	سحر کرنے کے لیئے دشمن اسلام شراب
رہن میخانہ میں آغاز میں دستار و قمیص	کیا دکھاتی ہے مجھے دیکھئے انجام شراب
سر ویا محکمہ شرع میں شیشہ نہ دیا	سپین رندان جہان لیکے مزا نام شراب

زہر حسرت سے شہیدی مجھے بالطبع ہے ذوق
ورنہ تھی میکدہ عشق میں اقسام شراب

ردیف تای مثناة

تھی جسکے سبب رونق بازار محبت	وله	وہ اٹھ گیئے لے ساتھ خریدار محبت
تا دل کی جگہہ قطرہ خون بھی نہ رہا باقی		ممکن ہے کھلے عقدہ دشوار محبت
سینہ تھا عزیز اوسکو ڈرا خوف سے اسکے		کردون تہوا محرم اسرار محبت
شعلے مری آہوں کے پرے عرش کے چمکے		رکھتے تھے ہوا اسکے گرہ تار محبت
میلا تھا فرشتوں کا زیارت کو ہماری		جس روز پہنایا ہمیں زنار محبت
ہر لخت جگر تو گل جنت ان کا ہے یہ کشش		شاداب ہمیشہ رہے گلزار محبت

ولہ

غضب ہے ہجر میں جسکے ہمین نہ بھائی بسنت
مزا بسنت کا جب ہے کہ وہ بسنتی پوش
ہر ایک سی یرقان سے نظر پڑی ہے زرد
تھا ایک سال سے ارمان ہو سکی خفگی سے
کہے ہے دیکھ مرے رنگ زرد کو وہ شوخ

ولہ

وہ پر مین غیر کی بیٹھا ہوا منائی بسنت
خوشی سے بیٹھکے بہا ہو مین میری گائی بسنت
ہنوز دیکھنے کیا کیا ہمین نہ کھائی بسنت
گیا ہے کیسی مصیبت سے ایکے ہائی بسنت
شہیدی آج تو تم بھی مناکر آؤ بسنت

ردیف تائے مثلثہ

شب خموشی کا غیر تھا باعث
وان ٹھہرنا صلاح وقت نہ تھا
چاہ مین بو الہوس کی خوب نہی
بے تکلف رہا مدام وہ شوخ
سوت کا کچھہ نہ کچھہ بہا نہ ہوا
غم سے اور ترے ہزار منہ میرا
شب رکا سا رقیب سے بولا
بے حفظ گالیان نہ سنتے نادان
ہے شہیدی کی روح سے بیزار

ولہ

یا ہوئی آپ کی حیا باعث
ہمنشین تو مجھے ہوا باعث
میری خواری کی ہے وفا باعث
آج مجھسے حجاب کیا باعث
ہوئی مرنے کی یان دوا باعث
پوچھتی ہے تری بلا باعث
یہہ اصلا نہ کچھہ کھلا باعث
ورنہ پوچھین گے آشنا باعث
یہ اوسے چاہتے رہن کیا باعث

ردیف الجیم

دیوان شہیدی

ہر لحظہ زخم تازہ ہے اس کا قرارگاہ
محتاج بعد قتل شہیدی جو عشق مین
مین جنبش لب کو دیکھ کے سمجھا سخن موج
ہر دل مین ترے جلوہ واحد کا ہے پرتو
تیرے ہی بر و دوش کا مشتاق ہے کا قر
دیوانہ ترا بند تعلق سے ہے آزاد
وہ گل جو نہانے کو سحر حوض مین اترا
مشاطہ گری اپنی صبا لا کہ دکھاوے

ولہ

لب ہی نیام کی ترے خنجر کو احتیاج
فتراک یار کی ہے مرے سر کو احتیاج
پر وصف تبسم سے تری درہن موج
اک شمع قمر رونق صد انجمن موج
زنار کے قالب مین ہر اک برہمن موج
کب باندھ سکے آب وہان کھ رہن موج
تھا خندہ زنان موج چمن پر چمن موج
پہونچے خم گیسو کو ترے کب شکن موج

پوشاک سکلفت کی نرکھ حرص شہیدی
ہے چاک آتو یان نہوا پیرہن موج

شرط ہے سحر سے اور دیدہ خون بار سے آج
ہے تو یہ حسرت ہی جسکی زبان بیکل تہی
مضطرب کیون نہو سو مین یہ کھٹکے پھر
میرے دم سے تہی مری بیت حزن مین رونق
وعدہ رویت کا ہے موقوف ترا فردا پر

ولہ

شکے وہ سیل گذر جائی گا کہسار سے آج
مست آتا ہے چلا خانہ خمار سے آج
دم بدم دیکھتے کیون مین وہ مجھے پیار سے آج
کیا برستی اداسی در و دیوار سے آج
آہ کچھ چارہ نہین حسرت دیدار سے آج

ردیف حاے حطی

کم ساتھ ہوا روسے نکو خوئے نکو کا
ہے نیک مگر روسے صفت نیکوی محمدؐ

ہے سرمہ کوری مین نہاں چشم عدو مین
جس دن سے عیاں ہی رخ نیکوی محمدؐ

ماہ نو شوال سے عاشق کو نہین عید
جب تک نظر آجاے نہ ابروی محمدؐ

کس وضع او ٹھائی ہوئے ہین بار دو عالم
ظاہر مین تو نازک سے ہین بازوی محمدؐ

تھا بیش بہا حسن کے بازار مین یوسف
پر ہو نہ سکا سنگ ترازوی محمدؐ

گلگشت گلستان مین پر ہو صل علی تم
ہر پھول کی بو مین ہے رچی بوئی محمدؐ

کعبہ کیطرف منہ ہو نمازو نمین ہمارا
کعبہ کا شب و روز ہے منہ سوے محمدؐ

ہر نخل بیابان عرب مجھکو ہے طوبے
ہون شیفتہ قامت دلجوی محمدؐ

رضوان کے لیئے لے چلون سوغات شہید
گر ہاتھ لگے خار وخس کوے محمدؐ

ردیف ذال معجمہ

عشاق کو ہے زہر ترا جس قدر لذیذ
نوشین لبون کے کام مین کب ہی شکر لذیذ

دشنام یار و بادہ کا ہے ایک سا خواص
یہ دونون اہل ذوق کو ہون بیشتر لذیذ

عاشق کے دل سے اسکا نہ پرہیز ہو سکا
سب نعمتون سے غم ہے زیادہ تر لذیذ

سمجھو نہ ہیزم ہانی سلطان عشق اہل
برسون جلا کے سینے کیا ہی جگر لذیذ

نظر آئی وہ مژہ دل کی تپش رفع ہوئی — حرکت بلا کر سکے کہاں کے تیرا شیر شکار

کوئی ہے بستہ فتراک کوئی خستہ سہم — صید گہ میں ترے کیا رکھتا ہے توقیر شکار

ریگ تفسیدہ پہ جو تیرے وادی میں — نہ کبھی یاد کرے ساخت کشمیر شکار

نقرئی قبضہ و خنجر ہے طلائی قاتل — آتے تجھے حلق پہ ملکر نگر اسیر شکار

ذوق جولانگہ دلدار میں اللہ اللہ — کعبہ سے نکلے ہیں پڑہتے ہوئی تکبیر شکار

یہ بھی اعجاز سمجھہ میرے شکار افگن کا — دل سے مصروف دعا ہو تہ شمشیر شکار

بسملی کے کی کسکو ہے پرسش ورنہ — کرے حلقوم بریدہ سے بھی تقریر شکار

واقعہ یار کے سیران کا اگر خواب ہوا — صبح محشر نظر آجائیگی تعبیر شکار

دست و پا کو قلم اسواسطے قاتل نے کیا — نہ گلا گھٹنے کی لذت کرے تحریر شکار

دفعتاً کب مرے قابو میں وہ عیار آیا — صید ہشیار کو کرتے ہیں بتدبیر شکار

گرو نامہ سے لیا گھیر پری کو جس سے — بے قمرغے کے ہوا مجھسے نہ تسخیر شکار

اب ترے ہاتھ سے پہچان جہان ہے تو حیات — کہ شہیدی ہی ترا بستۂ زنجیر شکار

ولہ

آئینہ سپہر سے ہو جائی زنگ دور — عاشق کے دل سے ہو غم سبز رنگ دور

امین رہے نہ دل خم زلف دراز میں — وہ شوخ پھینکتا ہے فلاخن سے سنگ دور

پایا طلب کو پہلے ہی منزل میں اکگام — تو اپنی کاہلی سے سمجھہ شور رنگ دور

دیکھکر اک جبل پر جیسے حیران تھا کلیم
ہر طرف سکڑون خورشید و قمر جلوہ فروش

شام کے وقت وہی نور ہی ہر کوٹھے پر
وہ ادو ہر کوٹھی پہ اپنے یہ ادو ہر کوٹھی پر

پردگی یار کا نظارہ شہیدی معلوم
ہان چڑھے دیکھنے کو چاند اگر کوٹھے پر

ول

گر نہین ہے باغبان گلشن مین طغیان بہار
جام عمر بلبلان بھر دیگا طوفان بہار

ہر گل خود رو کو ہے تشویش سامان بہار
اُنکے وحشی کا جنون شاید ہو مہمان بہار

گر کھلا ہوتا نہ روزن سوی صحرای خرام
عشق کے فانوس تھا تنگ زندان بہار

غم گل جنت کی ہے کوتاہ دستی کا مجھے
پائے فندق بند سے رفعت مین ہے شان بہار

اسکے باغ حسن کی کہتی ہے گل چینی ہوس
چاک ہوگا مثل گل سو جا سی دامان بہار

چشم خون آغشتہ بسمل تیری حسرت سے ہے گل
جلوہ رنگین سے رنگین عید قربان بہار

چشم نرگس زلف سنبل خط بنفشہ چہرہ گل
بر سمن قد سرو قالب باغ تو جان بہار

لالہ پر عارض نے ڈالی ہے آب رنگین خرام
تیری گرد راہ سے طرح گلستان بہار

تو جو گل کے لعل پردے مین ہوا ہی شاہ حسن
یون ہوا عریان تن کپ ہو فرمان بہار

وا کرے آ کر کبھی مشکی یا د صبا
ہر کلی گلشن مین ہے سربستہ فرمان بہار

یار کی تیغ تبسم ہے چمن مین یادگار
پر نمک شبنم سے ہین زخم شہیدان بہار

ننگ آتشکدہ مدت سے ہون اصحاب حرم | بھیجتے ہین مجھے تحفہ خس و خاشاک ہنوز
کھینچکر تیر مری لاش سے خرسند نہو | دل مین رکھتا ہون ترا غمزۂ بیباک ہنوز
عشق مین زخم و حسرت نہو میرا معشوق | شاید اس حال سے واقف نہین ادراک ہنوز
جامۂ کعبہ سے مجھکو نہ کفن دین احباب | مین نے پہنی نہین اُتری ہوئی پوشاک ہنوز
دو سرے گل تربت لیلیٰ ہوئی خشک | دیدۂ قیس مصیبت زدہ نمناک ہنوز
گر نثار قدم دوست ہوا جوہر جان | ای شہیدی ہوس جان نہین خاک ہنوز

ردیف سین مہملہ

یہ ترے عہد مین ہی گرمی بازار ہوس | عشق کو بھوک کے عاشق ہی خریدار ہوس
چشم ہے ساقی میخانہ و مخمور طمع | سب مین دارو ہی مسیحائی بیمار ہوس
نہون عشاق اس آہنگ مخالف کے حریف | شوق کے ساز کو درکار ہی وان تار ہوس
طالب دست درازی رہی گر زلف نہین | ہونگے اجزای زنانیکے گرفتار ہوس
چشم بیمار کو ہوا اہل ہوس سے پرہیز | یا الٰہی نہو پیدا تجھے آزار ہوس
گر ہوس دور ہو سب کام ہو میادام مین | گنج مقصود کے در پر سے اوٹھا مار ہوس
ترک لذات سے مطلب ہین جنت کی نعیم | خرقۂ زہد مین پوشیدہ ہی زنار ہوس
ہم ہوسناک ہین ممکن نہین ہمکو نہ نفع | لب خاموش سے اپنی نہوا اظہار ہوس

دیوان شہیدی

ردیف شین معجمہ

گر زرق کی مانگوں میں وہ عاشقکو پھپکے
صد چند گرہ سی مرے سینہ میں ہولی جمع
فرقت میں عجب ڈھب سے غرق ہوئی عنصر
تر دو قرن میں عشاق تری گرمی خوبی
کیا سینہ میں آتش سے جلے اوطبق چرخ
نالان ہی سر سے شیر کی شست سی شہید کے
شمع روشن کو دکھاوی بزم میں پیوار قصر
سینۂ عاشق میں ہیچ پایا کوئی دل کا یہ حال
شب نکالی پاؤں دیوانوں نے کس کس رنگ سی
آشنہ چندان نہیں شوخی وہ سرو وقار
اسکی آمد کی خوشی ہی آسمان زہرہ سی
دلبر نوعمر سے ضبط تبسم ہو محال
زلف جانان میں ترے ہر دل صد چاک کے
طرف سی صد چند ہو رکا ساقی وجد کو
حلقۂ خوبان کو گھیرا شعلہ جوالہ نے

ولہ

سر پہ ہے بلباخ فلک طشت بھر آتش
جلوہ سے تری بھولی ہے اپنا مقر آتش
جان با دیدن خاک دو آل بی جگر آتش
اسے شور سمندر کو ہو گا بیرگ تر آتش
آتش کے کرہ میں ہو اگر اسقدر آتش
کب آپکے چھینٹوں سے نہو نوحہ گر آتش
تو پری گرم تماشا ہو کرے دیوانہ رقص
تا بہ تف سیدہ پہ کرتا ہو جون دیوانہ رقص
بجر اشک خون میں کرتا تھا مرا دیوانہ رقص
اسکے باغ خار کا ہے سبزہ بیگانہ رقص
مانگتی ہے دام یک شب عمر اکا شانہ رقص
یک نظر دیکھے جو میرے اشک کا طفلانہ رقص
طرفہ دست افشانیوں سے کر گیا شب شانہ رقص
جھونکدی خم میں کریگا پھر ابھی پیمانہ رقص
صبح جو شرے میں قیامت ہی لیجاتا نہ رقص

حیلہ رقصندۂ شہید سے ساز کا محتاج ہو		صور اسرافیل ہر عاشق کو معشوقانہ رقص

ردیف ضاد معجمہ

چمن کو ابر سے اور ابر کو بخار سے فیض	وله	بخار کو مری مژگان مایہ دار سے فیض
نہ خاک شور کو ہے جلوہ بہار سے فیض		نہ شور بخت محبت کو وصل یار سے فیض
مرض زکام کا رکھتے ہین بخت شیدائی		وگرنہ عام ہے اوس زلف عطربار سے فیض
نہ پر ہمارے نہ چڑہا درخت پر آیا		کلاغ و بوزنہ کو نخل میوہ دار سے فیض
ہمارے گریہ سے تازہ ہو دل افلاک		زمین پہ کشت کو اکثر ہے چشمہ سار سے فیض
فسردگی دل مردہ سے ہی پان تلقین		خوش اعتقاد کو لاریب ہے مزار سے فیض
اس ایک پھول نے روشن کیا ہی گلشن کو		جہان تیرہ کو ہے عشق کی شرار سے فیض
نسیم ہی نہین لاتی ہے جوی پیراہن		ہمارے عہد مین کیا کم ہے روزگار سے فیض
صفائی دل کا سبب مجھکو ہی کدورت غم		عجیب نہین کہ ہو آئینہ کو غبار سے فیض

یہ جسم زار جہنم کے کام آسے تو آئے +
شہید آتش سوزندکو ہی خار سے فیض

بلاکشون سے نہ کہتا جو حسن یار غرض	وله	گلی مین اوسکی نکلتی مری ہزار غرض
غرض سے کرچکے کی خالی ہوئی غرضکو ترے		مثال کوہکن و قیس یادگار غرض

ردیف ظای معجمہ

نالوں سے اپنے مجکو ہے بیت الحزن مین خط
ہنگام گریہ اوسکی تصور سے مجکو ذوق
شادابی اور رنگ کی ہو گلکو باغ مین
اک نام مین گلو نکو ہو سو رنگ القضبا حق
کاٹی ہو ولق کہنہ مین جسنے تمام عمر
نوکر خطا کیے و اسطے غربت کر اختیار
ہجران مین حظ طبع شہید محال ہے

ولہ

آہنگ خوش سے روح کو زندان تنمین خط
یاران کے روز اور ہی کچھ ہو چمن مین خط
اُن نازنین گلرخون کی انجمن مین خط
کیا ہم رطیف روح ونکو ہے پیرہن مین خط
بے شبہ اوسکی لاش کو ہو کا کفن مین خط
تجھ بن کہین ہے اگر نہین باقی وطن مین خط
معذور ہون اگر نہو میرے سخن مین خط

ردیف عین مہملہ

جیسے ہشام ہون اوسکو چمن مین نبداتی جہہ
میرے گریہ کے سبب سے سر فلک سے باران
یال گند ہوانیکا جبدن سے اوسمین شوق ہوا
روش ناز و تغافل سے جو واقف نہین یار
کھینچتی اُس چہرۂ رنگین سے تو بی شبہہ شبیہ
تو بھی آئینہ خاطر کی طرف دیکھہ ذرا

سحر عید نہو حرم مین قربانی جمع
سقف کب چپکی نہوا وسپہ اگر پانی جمع
حسب خواہش مرے دلمین ہے پریشانی جمع
صحبت عاشق کی ہوئی شوخی و نادانی جمع
آب و آتش ہو تری سعی سے گریانی جمع
تیرے ہمشکل ہین یارب لاثانی جمع

چشم مین قد کا تصور جویبار و عکس سرو
وصلکی شب پیاران دونون آپڑتا ہی مجھے
لیکے شمع نور گر آوے فرشتہ موت کا
اوس پریکا شعلہ آواز ہے نادر طلسم
ذنکو نفرت سکو ہوا و ریکو خواہان جملہ خلق
عاشق صادق کو اوسکے روز ہی خلوتکی رات
اس رخ و لب سے ہین محفل مین گل و مل انقیاد
جلوہ دہ وش کا ہی کس بت کی یا رب فیض عام
مین وہ ماتم دوست ہون سامان شادی سمجھکر
خواہش طبع ولی اور میر اعشق ناتمام
ایک شب تو یا الہی ہو دعا میری قبول
دیکھنے والون پہ تیری ہے سند آئینہ رو
اپنے جانبازون کو تو ٹھکھیلی سے چھکیر جہان
صدمہ ہجران و فرط شوق و امید وصال
شمع گل کر بیٹھے اوس بن قفس نے ڈالی طرح جنگ

دل مین اوس رخ کا تخیل خانہ ارژنگ و شمع
ایک سا پچے کی ڈھلے ہین ساعد خوش رنگ و شمع
پھیر دون او لٹا شب وعدہ مین سر سنگ و شمع
دیکھئے جس نے نہ دیکھا ہو بہم آہنگ و شمع
قدر و قیمت مین ہین یکسان شاہد اورنگ و شمع
پہ سپہر و مہر ہین فانوس مینا رنگ و شمع
جیسے اس نالان و گریان سے محفل مین چنگ و شمع
نور مین یکسان ہین بتخانہ کا ہر سنگ و شمع
مرثیہ خوانی کی خاطر ہون لحون ارغنگ و شمع
باغ سبز و نشہ مل محفل نیرنگ و شمع
پہلو مین وہ شعلہ رو ہو سینے سے ہمچنگ و شمع
ایک نور تیرہ سی ہی خلق پر چمن رنگ و شمع
کیون نہ اس محفل مین پروانکی ہو نیرنگ و شمع
باد تند و وسعت فرسنگ و فرہنگ و شمع
میری محرومی کا باعث شب ہوئی تھی جنگ و شمع

[illegible]

یار کے رخ سے آئینہ کو فروغ
یان نہین ماہ و آفتاب مین فرق

عاشق بے قرار ہے دشوار
وصل کے لطف او عتاب مین فرق

پانی ہے خشک حلق تشنہ جگر
نکرے جذب و شور آب مین فرق

دم کلیجے نکلنے پہ کچھ نہ تھا گویا
کیا شہیدی مین او حباب مین فرق

ولہ

نہ ہاتھ اندنون جام کا شراب کا مشتاق
نہ گوش نغمہ و چنگ و رباب کا مشتاق

نہ دل کو ذوق تماشای باغ صحرا کا
نہ دیدہ سیر گل و ماہتاب کا مشتاق

دو ہفتہ مہ نظر آئین ہزارون اتون کو
رہے نہون کبھی تعبیر خواب کا مشتاق

گلی گلی ہی ہے خضر چشمۂ حیوان
گلوے خشک نہو قطرہ آب کا مشتاق

ہجوم مقنعہ سر ہیگا انکا پیش نظر
ہوا ہون جیسے رخ بے نقاب کا مشتاق

ہماری نامہ کو جو خواندہ اُس نے چاک کیا
ہر ایک حرف تھا ور نہ جواب کا مشتاق

سناؤ شاہ شہیدی فراق کا کوئی شعر
بہت دنون سے ہے بندہ خطاب کا مشتاق

ردیف کاف عربی

دل برشتہ عاشق کا ہی مہمان چاک
ہمیشہ دانہ بریان مین جیسے خندان چاک

ادہر ہی موسم گل نکلا زیب دامان چاک
ادھر ہی جوش جنون سے مرا گریبان چاک

ہی بہار سے افزون ہوئی ہے شتی جبا
بشکل گل ہے گریبان نازنینان چاک

[illegible]

الفت کا دیکھنا یہ ثمر بھر رہا ہے گو
کو بچا لگا کے دل بھرے تیر پیسے نمک

ہجران ہند کی تپ فرقت کا ہوں مریض
بہتر ہے میرے حق میں طباشیر سے نمک

بلبل نہ مجھ سے بحث کہ پھیکا ہے تیرا شور
چھڑتا ہے میرے نالہ شبگیر سے نمک

کیا خوب زخم پا کا ہمارے کیا علاج
بلوا دیا ہے حلقۂ زنجیر سے نمک

دیکھا ہی دیکھا تھا مجھے صبح لیکے دام
شیرین کا نقش یار کی تصویر سے نمک

پھیکے ہیں تیرے سامنے سب گو کہ ہیں فرنگ
ہجران ہند میں ہے کشمیر سے نمک

ڈاڑھی ہوئی سفید ملیحوں سے مل نہ شیخ
رکھتا ہے ربط کچھ ہی بھلا شیر سے نمک

محفل ہے سینہ ریش کی ناصح خدا سے ڈر
برسا نہ یاں فصاحت تقریر سے نمک

بوسہ پر ایک کان ملاحت کی ہو میں قید
کھانا پڑا ہے اپنی ہی تقصیر سے نمک

ہے طرفہ تر زبان شہیدی میں چاشنی
سودا سے اس نے لی ہے شکر میر سے نمک

ردیف کاف فارسی

رہا لباس ہمارا ہی ارغوانی رنگ
پسند اشک ہے ان روز و صبح فیانی رنگ

نہ کھنچ سکے تری تصویر اے گلابی پوش
ملا کے صبح و شفق گر بنا سے مانی رنگ

کلی انار کی رکھتا ہے آرسی پر کیا
ابھی کھلیگا ترا سو سم جوانی رنگ

شب مراد کسی مضطرب کی تھی اے شوخ
مسی کبود حنا کا ہے زعفرانی رنگ

ردیف لام

دل غمزۂ قاتل کے ہوا نذر کرین آپ
لازم ہے کفن چادر مہتاب سے دینا
فردوس کی گلگشت کو بھی چلتی ہے رضوان
گر وصلکی امید نہو وان ترے سے مایوس
یارب ہو برا تفرقہ انداز فلک کا
صورت بھی نہ دیکھیں وہ تم قتل اسلیئے کیا یا
کس کس سے ہی اخلاص بلا جانی ہماری
چشمک ہی عدو کے بھی اگر چھیڑ ہو وہ عیار
جو ظلم نکرتے تھے کیئے اُس نے صد افسوس
گر جانتے پردہ سے عدم کے نہ نکلتے
ہونے دیئے ہم ہوش کا خرمن کا تجھی دل
ہر خار ہے نفرین کو زبان پشت و جنون نین
کیا وقت سحر حوصلہ باقی ہو دعا کا
تو چاند سے بہتر ہے کہ رونق تری منہ پر
بن ٹھن کے ہو وہ رشک پری سامنے جب ہم

آیا جگر تیر بلا اپنا جگر ہم
تھی عشق کے زخمی کو بہت خواہش مرہم
دوزخ پہ ذرا سینک لین چاہین تن ہم
کونین کو اک دل کی تپش مین کرین جب ہم
مشتاق ادھر یار ہے بیتاب ادھر ہم
اک عمر پھرے ساتھ لیئے تیغ و سپر ہم
عارف ہین کہ رکھتے ہون نشے سرد کی خبر ہم
ہین اوسکو سمجھتے تپش دل کا اثر ہم
شاکی نہین پلتے تھی دل تنگ کو پر ہم
کیون جلوہ دکھا کر ہوئے محصور شرر ہم
دکھلائینگے اک شوخ کی بجلی سی نظر ہم
دم لینے کو ٹھہرے تھے کہین برِ شجر ہم
حب کر کے دعا دیکھتے ہون وقت سحر ہم
پاتے ہین فزون شعلہ سے ہی وقت سحر ہم
کیون عشق ہمین آجاتی نہ آخر ہین بشر ہم

چھیڑ سے مینے جو کی شانہ سے کے زلف کی تار
راز دروں کا اپنی حال اسکو سنا رہا ہے نہین
محفل یار مین کبھی تیری رسائی کس روش
تیر ستم کی مشق مین اوسکو ہی نہ حوصلہ
یا تو ہمین کیسے کٹ گیا حلق شہید ہو خموش
عاشقوں پہ اسقدر ظلم و ستم اچھا نہین
ضد سے کر سکتے ہین ظالم لاکھ جا تیری نشست
انکی خاموشی سی سو عزت ہوئی کی زیرین
دیکھکر مجھکو چراغ مسجدم بولی قضا
آئینگی زندان پہ کیا آفت کہ مجھکو دیکھکر
کی ہی وحشت کے دنون مین ابھی اک عالم کی سیر
رفتہ رفتہ راہ و رسم دوستی کم ہو تو خوب
گر تمہارا مین پیار کے پاس آئے کہتا ہی شوخ
انکی آمد شد ہوا کی نزون ہی میرے پاس تک
رحم آتا ہی مجھے اس نوجوانی پر ترے

ولہ

ضبط نالہ اوس سے ہو سکا بزم مین انجمن کرین
پھیلے کو گنگرون کو جھٹ آئی بجا کہا کہ یون
صدقے تیرے پیامبر کچھہ تو مجھے بتا کہ یون
دینے کو وہ جیب قضا کہتے ہو مارنا کہ کیون
سب کی نہ ہم ہی گفتگو تو ہی تو لب ہلا کہ کیون
دیکھئے ظالم کہے دیتی ہین ہم اچھا نہین
بیٹھہ جا پاس اپنے اک دم ہمسے رم اچھا نہین
ہر کسی سے بات کرنا اے صنم اچھا نہین
حق مین اس بیمار کے عیسی کا دم اچھا نہین
سب اسیرون نے کہا اسکا قدم اچھا نہین
یار کے کوچے سے کچھہ باغ ارم اچھا نہین
ترک کرنی خط کتابت یک قلم اچھا نہین
میرے حق مین آپ کا لطف و کرم اچھا نہین
کوئی تو کہتا ہی بیٹھا گھر مین کم اچھا نہین
اے شہید رات دن کا رنج و غم اچھا نہین

بزم میں اونکی طرف میں نے جو دیکھا کل رات ❊ کس ادا سے وہ ہوئی مجھ پہ خفا آنکھوں میں

مجھسے کیا پوچھتے ہو کیوں ہیں تری آنکھیں سرخ ❊ بادۂ خون جگر کا ہے نشان آنکھوں میں

ہر طرف نظر ہی نہ پہیکا کرو وہ غمزہ نہیں ❊ اور تاثیر ہے انا م خدا آنکھوں میں

سامنے میرے نہ غیروں سے ملا آنکھیں ❊ کچھ بھی اوس شوخ کے ہوتی جو حیا آنکھوں میں

خون اگر روؤں کہوں پائے نگارین کسکے ❊ ملے آنکھوں سے کہ ہے رنگ حنا آنکھوں میں

ایک ہی شب دیکھکے اوس رشک پری کو قاصد ❊ آج تک پھرتی ہے وہ جنبش پا آنکھوں میں

رشک گلزار مری آنکھوں کو کہتا ہے مدام ❊ بسکہ اک شاہد گلرنگ قبا آنکھوں میں

آئینہ دیکھکے مشاطہ سے کہتا ہے وہ شوخ ❊ چشم بد دور غضب سرمہ لگا آنکھوں میں

کیا ملاحت رخ جانان میں ہے اللہ اللہ ❊ آگیا جسکے تصور سے مزا آنکھوں میں

ہمنے دیکھی ہے تری آنکھوں کی شوخی ہر جا ❊ کیا رنگ گل ہے کہ یاں نشو و نما آنکھوں میں

مردم دیدہ کو ہے خلعت زرکی خواہش ❊ جلوہ فرما ہو تو اے مہر لقا آنکھوں میں

سات پردوں میں اگر رہتے ہیں ہی شوق تجھے ❊ یہ بھی اک منظر پاکیزہ ہے آ آنکھوں میں

دل خون گشتہ مرا مجھکو نہایت ہی عزیز ❊ سینہ چاک ہوا ہے اسی جا آنکھوں میں

حق نے اسواسطے آنکھوں میں بنائی ہے ردی ❊ جوش گریہ میں تو ہے اشک چھپا آنکھوں میں

ایک عشوہ میں کیا اس نے شہیدی کو شہید ❊ خنجر و تیغ ہی بھر رکھی تھی کیا آنکھوں میں

ردیف واو

حسنت کے سبب سے مری دل سے مٹا ہوس
مجنون کسکی چشم کا شاید بندھا ہے دھیان
حسرت کشون کا اور ہی درجہ ہے عشقمین
بیٹھے ہین سب جنیاں ہوئی اور ہی حسین
جاتا ہی میرے بوسے کا نادان کوئی اثر
کھا زہر گر کنوئین مین چھری پھیر حلق پر
جاتا ہے اوس کشتہ عاشق کے گھر مجھے
تعظیم سب دھری رہیگی آہو سے حرم
کلیان چلین جلین سے مر فرقے کی پیرہین

ایک شب سنگھا کے خواب مین سیب ذقن کو تو
پہرون سے تک رہا ہے کھڑا کیون ہرن کو تو
پرویز آپ سا نہ سمجھ کوہکن کو تو
پیارا لگے ہے کسلیے سب انجمن کو تو
سو بار دھو گلاب سے اپنے دہن کو تو
زنہار دل نہ دی کسی پیمان شکن کو تو
ہمدم لپیٹ دے مری سر سے کفن کو تو
جسدن نظر پڑا مرے ناوک فگن کو تو
اے سوز دل نہ داغ لگانا کفن کو تو

سر دیر مین چڑھا نہ شہیدی مال کار
کہتے تھے ہم نہ چاہ بت تیغ زن کو تو

شاہدی ہی کم شعور اس سنگین کے روبرو
گھانس ریشم کے مقابل اس سے بھی کم قدر تو
ایک ہون ہے لاکھ تقریر مسلسل کا جواب
چوکڑی بھولین ابھی صیاد گر اس چشم کا

ولہ

قیس افلاطون مری دیوانگین کے روبرو
سنبل باغ اوسکی زلف پرشکن کے روبرو
کیا کہون احوال دل اوس کم سخن کے روبرو
ذکر چھیڑے سے تو غزالان ختن کے روبرو

یارب شتاب روزِ مرا ہجر شام ہو
ابتر ہے کارِ عشق کسی ڈھب تمام ہو

ولہ

اُس طایرِ زبون کی افسوس زندگی
جو لایق چمن ہو مقر اوس کا دام ہو

بزمِ نشاطِ یار مین ہے اذن بارِ عام
تا فرطِ رشک سے نہ کوئی شاد کام ہو

ساقی بقدرِ ظرف عنایت ہو مجھکو بھی
گر کچھ نہ بیشتر ہو برابر تو جام ہو

ہم رندون مین ہے ذکر ہی بحلقۂ عام کا
اہلِ ورع مین ذکرِ حلال و حرام ہو

کیون اسقدر کلامِ رقیبان ہے دلخراش
خاصیت زبانِ سگان التیام ہو

جب تک بہی نہین راہ اپنے گھر کی لی
عاشق کسیکا ہو، شہیدی غلام ہو

سرو سے قد پہ اوٹھا ہاتھ جو انگڑائی کو
مستِ ناز ادا اوس نے مصرعِ رعنائی کو

ولہ

کاٹ کر حلق سرِ شام فراغت پائی
ہمنے اک لحظہ مین کاٹا شبِ تنہائی کو

دیکھے ہم مرزہ دلون قدحِ آبِ بقا
زندہ ساقی نے کیا رسمِ مسیحائی کو

بے خبر اپنے تغافل کی اگر سمجھے قدر
آفرین تو بہی کہے میری شکیبائی کو

نہ میرے قتل مین سے غیر سیہ بہی صلاح
داغ لگتا ہے ستمگر تری خودرائی کو

ہم کردشت سری شہر کی رخ سیہ ہی اہ
پھر نظر دیکھی جو مجنون کے سر سودائی کو

اپنے شہرہ کا سبب گر نہ سمجھتا دشمن
دوست کس واسطے رکھتا مری رسوائی کو

لکھون خط کس توقع پر عداوت کا ہی یہ عالم
اگر عاشق کبوتر پالی اُسکو شوق شاہین ہو

ملا یا غیر مذہب والی کو کب اپنی مذہب مین
مسلمان اُس برہمن زادہ پر حق ہی دین ہو

وہ ہی موجود کس سے استعانت کا ہون منت کش
نہو میری دعا مقبول گر مقبول آمین ہو

ہماری جانفشانی کی سزا ہی بیوفائی ہی
اگر مین غیرت فرہاد ہون تم رشک شیرین ہو

طپان ہی خاک و خون مین کشتہ دست اُس نگار کا
کہو رضوان سی جا کر گلشن جنت کی تزئین ہو

ہوس ہی روشنی کی عرش سے قندیل کو ایکشب
ضیا بخش دو عالم اُسکے شمع خانہ آئین ہو

نزاکت مین یہان جان نزاکت سے
گل نسرین مین ہو رنگ آشکارا بوی نسرین ہو

کھلے ہین کسقدر مرغوب گل گلزار جانان مین
ہوس نظارہ کو ہے پنجہ مژگان سے گلچین ہو

سمائی ہی یہ عشرت اُس گل خندان کے خاطر مین
جہان مرکیون بجائی اسکی خاطر تیر تمکین ہو

ادھر آج اعتقاد پاک سے ہی محتسب آیا
خیاب حضرت پیر مغان کچھ اسکو تلقین ہو

یون ہی ہی طول تیر اگر شب تنہائے عشق
تعجب کچھ نہین شام ابد گر صبح تحسین ہو

لکھی ہے وصف مین اسکی گر کے گر غزل تم نے
شہیدی برق کا ہی مصرعہ برجستہ تضمین ہو

ردیف الہا

کم نہین خورشید خاور سے چھپین ہین آئینہ   ولہ   ہی رخ رخشان کے پرتو سی کرن ہین آئینہ

[illegible]

دیوان شہیدی

آب صاف نہر سے لیتے ہیں کام اپنا نکال
سیر کرنے جو گئے ہیں یار ہاتھوں آئینہ

لب تمہارے تمکو پیارے دل مرا مجکو عزیز
تو نے کیا آتش لگائی ہے درخت سبز میں

شام اُس خورشید رو نے صبح کی اے اہل بزم
نیک کو نیک اور بد کو بد نظر آتا ہے صاف

اپنے گھر بیٹھے چمن کی سیر کر لیتا ہے وہ
خط سبز اُس کا قریب لعل لب طوطی ہے گر

دیکھتے ہی صاف صورت موتکی آئی نظر
اُس گل شاداب نے بھی کھولا ہیں بند قبا

یارو میرے چھپا ایا جیسے اس کا فرنے آہ
عاشقوں کا خون نہ چڑھتا حشر تک دیکھو سر

کم مروج ہے جوانان چمن میں آئینہ
کنٹھکی میں آرسی اور یاسمن میں آئینہ

گر حباب میں لعل ہنگا ہے یمن میں آئینہ
شعلہ رو لٹکا کے شاخ نارون میں آئینہ

شمع کی جا اب لگا لاؤ لگن میں آئینہ
فکر روشن سے جڑا میں نے سخن میں آئینہ

رکھکے زانو پر بہار نسترن میں آئینہ
عارض رخشان ہے زلف پرشکن میں آئینہ

ہوتا ترے مایوس کے داغ کہن میں آئینہ
ہو مقابل گر صفا کرتا ہو تن میں آئینہ

کم نہیں ہاروت سے جادو کے فن میں آئینہ
کاش رکھ دیتے سکندر کے کفن میں آئینہ

لیکے دو دل عاشق و معشوق کو کرتے ہیں کیا
اے شہیدی ایک ہیں دولہا دولہن میں آئینہ

تبلاؤ کیسا لگا بت بیداد گر کے ہاتھ | قولہ | ناحق قلم کیے جو مرے نامہ بر کے ہاتھ

[illegible]

لٹکا کیئے وہ چہرہ کو چمکا کے ہمیشہ
رہ رہ گئے حیرت زدہ للچا کے ہمیشہ

پیوند زمین کر کے اعزا مرے بولے
اب سوؤ یہان پانون کو پھیلا کے ہمیشہ

آباد رہے وحشت دل جس کی بدولت
سیاح رہے نت نئے صحرا کے ہمیشہ

اک عمر سے صحبت ہی رہے جیب کہاں سے
سر نیچے کئے سنتے ہین شرما کے ہمیشہ

قسمت مین ہے کیا نخل تمنا کی الہی
پھل اسکے ملین خاک مین گدرا کے ہمیشہ

گم گشتہ الفت کی ہون آرام کا قایل
سائے مین رہا شہپر عنقا کے ہمیشہ

تاراج گر خیل نکویان ہے مرا دل
طرفہ کہ اسی گھر مین پڑے ڈاکے ہمیشہ

چھاتی پہ مری تفتہ زمین دشت و طلا کی
عشاق گئے سایہ مین طوبے کے ہمیشہ

ان آنکھون نے کیا کیا نہ ہمین سیر دکھائی
گھر بیٹھے سفر مین رہے دریا کے ہمیشہ

احباب سے دیکھی نہ وفا ہمنے شہیدی
شرمندہ ہوئے شفقت اعدا کے ہمیشہ

لڑتی تھی اگر بزم مین دو چار کی نگاہ
چھپ چھپ کے ہمپہ پڑتی رہی یار کی نگاہ

دلہ

ق

جسوقت اپنے بزم سے تونے اٹھا دیا
ہر ایک سمت تھی ترے بیمار کی نگاہ

مقتل مین جسطرح سے شفاعت کیے واسطے
پھرتی ہزار سو ہے گنہگار کی نگاہ

کان جہان مین گوہر یکتا تھا مین پڑا
ٹھیرے نہ مجھپہ میرے خریدار کی نگاہ

دیوان شہیدی

اوس پری سے گو شہیدی کو ہے پیوند وصل
سانگ ہے زربفت کا دلق گدا پر حاشیہ

ردیف یاے تحتانیہ

نہان وہ شوخ پری رو دل فگار مین ہے
شہید ناوک حسرت جو راہ یار مین ہے
سیاہ پوش ہی آیا نظر اٹھا جو ابر
گرا کنار مین جو اشک خون مژہ سے گرا
ہوی ہے شہر مین یہ شایع اوسکی آمد رفت
پس وفات لگی کسکی مجھکو یاد آئی
کہانیون مین جو سنا وہ شیشہ نہین
ہوئے ہین جزو بدن اوسکی پہلو و پہلو
زوال خط سے نہین حسن روے جانان کو
ہمیشہ پیچ مین اوس گلے مین رہا ورنہ
کسی کے دست حنا بستہ پر پڑی ہی نگاہ
جو کچھ بساط مین تھا ہملی داؤ دی بیٹھے

ولہ

مقام [illegible] کو فردوس کے انار مین ہے
مراد کچھ ہو وہ عالم اسی شکار مین ہے
ہنوز ماتم فرہاد کوہسار مین ہے
ہزار شکر مرا دل ہے [illegible] کنار مین ہے
کہ جس سے وعدہ نہین وہ بھی انتظار مین ہے
کھلی بہشت کی کھڑکی مرے مزار مین ہے
ہمین ہین ایک کہ جان اوس کے اختیار مین ہے
سدا وہ سرو گل اندام برگ و بار مین ہے
کہ آفتاب مری جان سے غبار مین ہے
کبھی خزان مین ہے بلبل کبھی بہار مین ہے
حسد سے آگ لگی پنجہ چنار مین ہے
نہ پوچھو طرفہ مزے عشق کے قمار مین ہے

دیوان شہیدی

بہار حسن جو ای گلعذار تجھ مین ہے آج
نہ گل مین ہی نہ کسی اور گلعذار مین ہے

عبث نہ سمجھیو تم یہ نمود سُرخی کی
نشان آبلۂ قیس نوک خار مین ہے

نگاہ کرکف ساقی مین گردن مینا
کہ سرخ پھول کھلا سبز شاخسار مین ہے

فراق یار مین چندان نہین ہین مین مجبور
ہر آن مرگ سری میرے اختیار مین ہے

کروگے یاد مرا زار ہین مار کر رونا
کہان یہ جوش و خروش ابر نوبہار مین ہے

پلٹ گیا وہ پری نیم راہ سے سو بار
عجیب اثر دل وحشی کے اضطرار مین ہے

نہو تو نغمۂ مرغان باغ کا مشتاق
فغان و شور جو مجھہ مین وہی ہزار مین ہے

فراغ لالہ و سُنبل کے سیر سے ہی مجھے
کہ دل اسیر کسی زلف تابدار مین ہے

ہمارے سجدہ کی خاطر بنائی ہی محراب
نشان قدم کا نہین تیرے رہگذار مین ہے

مدام جیت کو ہم ہار سمجھے ہار کو جیت
کہ وہ حریف دغل پیشہ خود قمار مین ہے

نگاہ غور سے پروانہ کی حقیقت دیکھ
طفیل عشق کے جانبازون کے شمار مین ہے

صفت نہ مجھ سے ہو یان خوردہ دندان کی
یہ آب و تاب کہان دانۂ انار مین ہے

ہنر دکھائیے سیدا نہین الفرز رنگین مین
عنان اشہب فکر اپنے اختیار مین ہے

تپ فراق مین تن جان خیال یار مین ہے ولہ بہشت مین ہی مری روح جسم نار مین ہے

بات نہ مجھسے کرو پر دور سے
شکل تو دکھلاؤ خدارا مجھے

تیرے گلون کا مین ثنا خوان رہا
تیغ نہ کر او جمین آرا مجھے

جب عمری زندگی ہی کہ بھیجا دی نذر
شیشۂ مے شاہ بخارا مجھے

عشق مین سب سے ہی شہیدی دو چند
خلق کو آدھا گنو سارا مجھے

ولہ

تنہا نہ خوار اہل زمین تیری واسطے
افلاک بھی ہین خاک نشین تیرے واسطے

دن کو جلا ہے مہر تو شب کو ستا ہی ماہ
کس کس کو تجھسے لاگ نہین تیرے واسطے

لازم ہے یار تجکو مری بیکسی پہ رحم
عالم ہوا ہے پر سر کین تیرے واسطے

دشمن سکے طرز دوست پسند آسمان کیجور
کیا مصیبتین نہ سہین ترے واسطے

ہون جیتے جی عذاب جہنم کا مین اسیر
دنیا کی فکر نے غم دین تیری واسطے

سب طالب اپنے اپنے ہون مطلوب ہے ہم
ہین نامراد ایک ہمین تیری واسطے

کیا حرف شکوہ منہ سے نکالین مم اخیر
لب پر ہے اپنی جان حزین تیرے واسطے

پاس حیلے لیے ہوئی بیٹھا وہ اپنی گھر
ہم ہو چکے ہین مرگ قرین تیرے واسطے

مژدہ سناؤن تجھکو شہیدی قلق نکر
مضطر ہے یار پردہ نشین تیری واسطے

میر نالون کے تو صدمے سے خلایق کو ہوا | کانون کے پردے پھٹیں ای کاش بانگ صور سے

جی میں رک کر شہیدی ہو گیا تو بد مزاج
ای خدا تیری پناہ ہے اُس بت مغرور سے

عشق میں کمتر ہنسے اور بیشتر رو یا کیے
تا رونے کا نہ ٹوٹا اپنے ماتم خانہ مین
رونے والون پر وہ جب عاشق گریان ہی ہم
ذوق ہے رونیسے یا نتک وصل کی شب مین بہی ہم
طور یہ بگڑا ہے اُسکی بزم کا اکدم کو ہم
خلق کو پردہ نشین کے عشق کا شبہہ ہوا
اپنے رونے پر جو رحم آیا اُسے ہم اور بہی
عشق مین تاثیر گر رکہتا ہے کچھ ابر سفید
اُن کے دیوانون کو بہی کیا ضبط ہی اوقات کا
رونے مین کل رات غفلت اسقدر طاری ہوئی
کچھ ہمین گریان نہین ہے دوری احباب سے

ولہ

ایک شب کا لطف برسون یاد کر رویا کیے
مر گیے جب ہم ہمارے نوحہ گر رویا کیے
ہر برس ابر آکے میری خاک پر رویا کیے
یار کے پاؤن پہ رکہکر اپنا سر رویا کیے
وان گیے تہے آگے پہرون اپنے گھر رویا کیے
آنکہہ پر رومال اکثر ہم جو دھر رویا کیے
اوسکے دکھلانے کو بل چشم تر رویا کیے
ہم عبث خون دل و جگر رویا کیے
دوپہر ہنستے رہے گر دوپہر رویا کیے
یار آکر پہر گیا ہم بے خبر رویا کیے
حشر تک اس مین سب جن و بشر رویا کیے

دل لگے جانے کا شہیدی حادثہ ایسا نہین

غصہ مین نیا رنگ لگا ہے ہی پریرو
اہل صاحب عصمت کو ہی سوج ہی ہر صبح
ایام مصیبت کی تو کاٹے نہین کٹتے

جون جون یہ بگڑتے ہین سنور جاتے ہین کیسے
بیوجہ مرے بال بکھر جاتے ہین کیسے
دن عیش کے گھڑیو مین گذر جاتے ہین کیسے

وہ وقت تو آنے دے بتا دینگے شہیدی
مین آئے کسی شخص پہ مرجاتے ہین کیسے

سر رہ سیر کرنے کے لئے جب بام پر بیٹھے
کھڑے ہو کر کبھی جہانکا نہ اُس نے جھکو روکر
ہوا خورشید لیکر آفتابہ سامنے حاضر
سرکنا سر سے محلس مین وہ دوپٹہ کا نہین اچھا
چلا ہے میرا وعدہ یاد دلوانے کو ای ہمدم
قیامت تک نہ بھولونگا یہ احسان جیتے جاگا

ولہ

کیا تیغ نگہ سے قتل اک عالم کو گھر بیٹھے
غضب ہی پہر دن وہ اُٹھا ہے منہ نظر بیٹھے
وہ اپنا چاند سا منہ دیکھنے جو وقت سحر بیٹھے
ذرا غیرت کرای غیر اوسکو سمجھا وہ نہ سنو بیٹھے
مجھے ڈر ہی کہ وہ جھنجھلا کر نہ دو انکار کر بیٹھے
مرے زانو پہ زانو بے تکلف رشک سر بیٹھے

شہیدی سے بہی وہمی بہت کم دیکھی ہین دنیا مین
ذرا تیوری بدلنے پر امیدین قطع کر بیٹھے

غضب ہے جس بت کافر پہ اپنا دم نکلتا ہی
نہ رکھ آنکھون پہ میری آستین بےطعن ای ہمدم

بتا تابوت اوسکے کوچہ ہی سے ہم نکلتا ہے
کہ اشک سرخ کے ہمراہ دل کا تخم نکلتا ہے

دیوان شہیدی

خود و جوشن سے یہ ترک ستمگر آہن میں ہے
خلعت زر سی زیادہ تر پھبن آہن میں ہے

اس بھبھوکے پر کھلا نام خدا کیا وقت جنگ
شعلۂ زیر دخان سا وہ بدن آہن میں ہے

تو ہی سونے کی ہنسلی پہرن لوہے کا طوق
تا کہیں سب تب ہی زرین بدن آہن میں ہے

نیچہ ملکا ہے قاتل کا نہ کیوں مجھکو ہو فکر
سخت جانی سے مری جان لاکہ من آہن میں ہے

ہمسے پوچھو زریں پوشوں نین گذاری اپنی عمر
زیور زریں کہاں جو بانکپن آہن میں ہے

دیکھکر تیغ اپنی کہتا ہے وہ خونریز جہان
یہ ہماری سیر کرنے کا چمن آہن میں ہے

تیشہ کو چھاتی سے اپنی شیریں لگا کر زار زار
رو رہی ہے تو عبث کیا کوہکن آہن میں ہے

لاکہ یہ شاہد مرے خون کا ایک خنجر ہو ترا
آج جوہر ہی سو قاتل کل دہن آہن میں ہے

باندھکر چار آئینہ نکلا ہے وہ خونخوار خلق
ابروؤن کا عکس ہم تیغ زن آہن میں ہے

آب زرسی خنجر قاتل پہ لکھنا چاہیے
اسم لایرحم کو نسبت سخن آہن میں ہے

شوق اس سفاک کو ہے آہنی دستانہ سے
پنجۂ رنگین سے شاخ نارون آہن میں ہے

اے شہیدی اب یہ پوشیدہ نہ ہو سو حشر تک
کثرت پیکان سے ہر تار کفن آہن میں ہے

جی چاہے گا جسکو اسی چاہا کرینگے
ہم عشق و ہوس کو کبھی یکجا نہ کرینگے

کیوں جل سے نہ بستا جائیگا اندیشۂ حرمان
جب ہم نے یہ ٹھانی کہ تمنا نہ کرینگے

طنبورکی چوڑی سے خوش اسلوب ہین ہون	قوال ہین کیا حرص و بالا نہ کرینگے
ٹیتی ہنین کچہہ ہمکو تیری رانون کی چٹکی	ناخن گہہ و بیگاہ تراشا نہ کرین گے

نگینے پہ شہیدی کے بڑا مانیوست جان
ہین عاشق صادق کبھی ایسا نہ کرین گے

ولہ

سپیدی چشم کی تر ایل ہو دیدار عزیزان سے	اڑایا ہمنے یہ نسخہ بیاض پیر کنعان سے
سنا مین نے کہا بلقیس نے ہنسکر سلیمان سے	برابر ہو نہ تسخیر پری تسخیر انسان سے
رہونگا زندہ جاوید سوز عشق کی دولت	سمندر ہون مجہے آتش ہے بہتر آب حیوان سے
بہشتی رو یون کے ملنے سے و اخطع کرتا ہے	جہنم کو فزون سمجہا ہے شاید داغ ہجران سے
مری گہر آکے یون وہ ہن کشان وہ گل گذر جاتا	نہ میرا ہاتھ نکلا ضعف کے باعث گریبان سے
کہان ہے ناقہ لیلی کہ آگران سے بدلا لے	الجہتے ہین جو یہ خار مغیلان قیس عریان سے
تیری سودائیون کو جسقدر نفرت پری سے ہے	پری کو اسقدر نفرت نہین ہوتی ہے انسان سے
ہوا کے دوش پر جاتا ہے جب تو پینگ لیتا ہے	تیری جہولے کا تختہ کم نہین تخت سلیمان سے
بہجے ابروسی اس طفل متعل کے کیون تعشق ہے	کسی جن قتل ہوتا ہی مگر تیغ صفاہان سے
نہ بید روی سی کاٹ اسطرح زنجیرون کو آہنگر	ہماری پاؤن کٹ سکتے نہین کیا تیری سوہان سے
عنادل ہوسکے بیخود دبستان سے آرہے نیچے	مگر خاک چمن پہ گل گرا گلچین کے دامان سے

دیوان شہیدی

اے دل نکال نے سب ارمان شب وصال
ہنگام صبح تک مجھے مہلت اجل سے ہے

اسکو تنگی تھی اسے دائم انقباض
پھر کیا مشابہت مری وسکو کنول سے ہے

میں ایک عاشقوں میں ہوا میر ناخش
وحشی ہے قیس کوہکن اہل جبل سے ہے

شیرین زبان زمانے میں ہیں اور بھی ولے
رغبت شکر لبوں کو ہماری غزل سے ہے

رہتے ہیں آپ دل میں شہیدی کے رات دن
پر اجتناب کیوں تمہیں اسکی بغل سے ہے

ولہ

شہید کر کے مجھے دینا ہے گر عدو خالی
نہ جای وار ترا ترک جنگجو خالی

ملا نہ میکدے سے میں شب جو شیشہ و ساغر
لگا کے اوک ہی پینے کیا سبو خالی

گر ایک تار بھی ہو تا مرے گریباں میں
نہ پھیرتا تجھے اے سوزن رفو خالی

حصول گریہ سے اے چشم بے تصور یار
نہیں شمار عبادات میں وضو خالی

بدن ہے شیشہ ساعت تو دم ہی ریگ روان
اب اسکو خواہ بھرا جان اوسکو تو خالی

برا ہو دست تہی کا کلال کے او پر
کھڑے تھے آج شہیدی لیے سبو خالی

ولہ

زندگی کب ہے جو چھاتی ہوئی غافل ٹھنڈی
مردہ کہلاتی ہے جب انکے ہوا دل ٹھنڈی

آ رہا دل مگر اوپر کے بدن میں ہمدم
آج ہے طوق مرا گرم سلاسل ٹھنڈی

آنسون نے خلق پر شرر گریہ چلا ہے چشم تر
سینہ تنگ مین نگر ریشہ دوان خیار ہے

کیا ہی بری ہے پیرہن بوجھ مجھکو ہے کفن کا بوجھ
جان کو گران ہی تن کا بوجھ جسم کو روح بار ہے

کو میری آہین جا ہی جہان خلق پہ تیغ ہو رواں
سو مین کہون کا مہربان آپ ہے مجھکو پیار ہے

جسکو ہو ظاہری تپاک جیسے ہوا و نکو غم مری ہلاک
مین جو ہوا وفا مین خاک جیسے وہی غبار ہے

غیر کے عرس کا ہوا جو مزاغ دیکھکی سوختی کا داغ
جیسے نہین جلا چراغ آہ مرا مزار ہے

گو نہین مجکو حوصلہ غم سے نہو نگا درد دلا
اسکے ستم کا مین گلہ کیا کرون اپنا یار ہے

رحم سے کہتے ہیم نہین تم نہ اٹھاؤ تیغ کین
کشتہ پہ یہ شہیدی حزین آپکا جان نثار ہے

ولہ

دو فتنہ گر ہے ستم جیب دعائین لیتا ہے
سپہر شاد ہو اوسکی بلائین لیتا ہی

جز استخوان نرہا صید گر مین کچھ باقی
وہ ترک بیچکے شاہین ہمائین لیتا ہی

نظر پڑا ہون مگر خواب مین ترے پہلو
رقیب درد جگر مین دوائین لیتا ہی

نگاہ ز رعف سی بے پردہ تا نہو وجمیل
ہزارون نور نے منہ پر ردائین لیتا ہی

فشار قبر کا ڈر کچھ نہین ہے تجھے منعم
بزور تو جو غریبون کی جائین لیتا ہی

گلی مین اوسکی ہے اہل دول کی اقدرت
لطور نذر کے کچھ ہم ہی لائین لیتا ہی

یہ زیب تن کا سبب خط تار یا نہ ہوئے
حریص ہو اُنکو کی قبائین لیتا ہی

وہ سودائی ہون سمجھانیکو میرے پاس جن بیٹھے ۔۔۔ یہانتک سر پہرا اوسکا کہ اپنی عقل کہو بیٹھے

ازل سے بزم جانان مین رہا استاد مین ہر رو ۔۔۔ نہ اسکے منہ سے نکلا اکیدن اسکے کہو بیٹھے

ملون گر یہی ہی کل صف نعلین مین ہوگا ۔۔۔ دبا گر گوشہ مسند ترا غیر آج گو بیٹھے

دلائی یاد کیون اسکی نہ اٹھتے بیٹھتے ہکو ۔۔۔ ابھی کیا کیا نہ ہمبزم اپنی کس کسکو رو بیٹھے

غنیمت ہی کیا وسکو دو گہڑی مین دیکھ لیتا ہون ۔۔۔ نصیب ایسے کہان ہین گہر مین یار پاس بیٹھے

اکیلا اسکو گر پاؤن سناؤن حال دل اپنا ۔۔۔ وہان رہتے ہین ہمراز تو ہمیشہ ایک دو بیٹھے

ہمارے گریہ سرشار سے تاثیر ایسی کی ۔۔۔ کہ اس جان جہان سے چھوٹ ہم ہاتھ دہو بیٹھے

ولہ

ملینگے حشر تک اپنے کف افسوس رو رو کر

شہید بسمل دل کو ہاتھ مین ہم لاکے کہو بیٹھے

عاشق کی ترے تجھسے طبیعت نہین پہرتی ۔۔۔ گر جور او ترا آئے تو نیت نہین پہرتی

وہ کونسی شب ہی کہ تصور مین ترے یار ۔۔۔ آنکہون تلے اک چاند سی صورت نہین پہرتی

سنتے ہین پہرا کرتے ہو تم راتون کو گہر گہر ۔۔۔ افسوس ہماری کبھی قسمت نہین پہرتی

یا قوتی لب مین جو تمہاری یہ اثر ہے ۔۔۔ جب پینے سے منہ کی مری رنگت نہین پہرتی

ای شیخ نہ بہکا مجھے چل راہ لے اپنی ۔۔۔ اب پیر مغان سے مری بیعت نہین پہرتی

محفل مین زرا گل جو جسے پہری عطر لگا کر ۔۔۔ اس لطف سے گلزار مین نکہت نہین پہرتی

ولہ

تاب نظارہ خورشید نہین انجم کو
چشم گم وقت تماشا تری حیرانون سے

اور غافل ہوے سن سنکے ہمارا احوال
اونکو نیند آگئی عشاق کے افسانون سے

روشنی کو تری جان سوختہ کی مشہد پر
شمعین آئین شب تیرہ بیابانون سے

اپنے کشور مین نہین پیرہن تن سے غرض
ہے مگر رابطہ ہاتھون کو گریبانون سے

احتیاطاً ہمین قیمہ بہی کیا قتل کے بعد
جمع خاطر نہین تا حال پریشانون سے

پہلے آئینہ رخسار کو پردیسی نکال
پردہ منظور ہوا گر تجہے حیرانون سے

دیکہکر سرد کی صورت وہی عمر نے سے
اس گنہگار کے کیون ہاتھ کٹی شانون سے

حق نے یہ حسن دیا ہی کہ جہان ہو کافر
ہے سبب ضد نہین اس بت کو مسلمانون سے

شمع فانوس نے رکہا نہین محفل مین مقیم
ہٹ گئی بزم جگر سوختہ پروانون سے

شمع مردہ کو جو محفل سے نکلتے دیکہا
بو سے بد آئی مجہے عیش کے سامانون سے

ایک دو روز ادہر سے گہر مین رہتے ہے سیلاب
شہر کی سیر کو جب آگئی ویرانون سے

عیش کونین کے دینی پڑین محشر مین جب
گر ہوا اعمال کی پرسش ترے دیوانون سے

نالہ کیون کر ہو مجسم کہ مین آنکہون دکہلاوت
آسے باور نہین سو بار سنا کانون سے

تیرے خرقہ کے چہپایا ہی شہیدی تجہہ سے
یار ہے عیب کو پردہ نہین عریانون سے

دیوان شہیدی

آب بہائی دریا ہو بیابانون سے
آفتاب سحر و ماہ قبا پوش ہوا
سر نکالا ترے جلوہ نے گریبانون سے
طول ہجران سے نہین عاشق ...
عازم کعبہ ... ہو بیابانون سے
ہمجہان ترے کوئی ... جہان مین ...
وقت رخصت کے ... ہو مہمانون سے

آس قدم بستر مرا جامۂ احرام ... [illegible]
بسکہ خوار ہوی عشق مین لذت نہین ملتی
ای تخت تیرے پایہ ... [illegible]
تکلیف ہے ... [illegible] نہین ملتی
جلنے کی رضا ... ہوی حاصل
پرواز دل ... اجازت نہین ملتی
اوجس ... کے بازار مین ارزان
سودا ... نہین ملتی
ناکامی جاوید کی ہم ملنے نہ نت
افسوس شہیدی تری تربت نہین ملتی

ولہ

وصل کی شب شادیانہ گھر مین تانا چاہیے
اپنی عشرت چشم گردون سے چھپانا چاہیے
بزم رندان مین کسیکی سرکشی زیبا نہین
گردن مینا کو اے ساقی جھکانا چاہیے
ننھے ننھے ہاتھون پہ کافی ہے گلہری کا رنگ
تو ابھی نادان ہے کیا مہندی لگانا چاہیے

خیر یہ گذری نہتی شمشیر بستر کے تلے
اسے جنون مجھکو بٹھایا تھا صنوبر کے تلے
آتشین دل ہے ہمارا دیدۂ تر کے تلے
گر کبھی سویا ہون رکھکر ہاتھ مین سر کے تلے
یون وہ عارض مین نمایان زلف عنبر کے تلے
کب رہی ہر دم رگِ جان لاکھ نشتر کے تلے
خط سے وہ آئینہ رخسار جوہر کے تلے
بھر بھرا جاتا ہے اوس کا ماتھ ساغر کے تلے
مثل سایہ کے دو عالم ہے مری پر کے تلے

گر گذرتے خون اپنا ہم تری فرقت مین مست
دھوپ مین پھرنے سے راحت عشق کو جتنی کو ہے
گر سنی ہوتے زیر چشمہ کان گوگرو کی
عمر بھر کا خواب ہو یا رب نصیب دوست و پا
شمع روشن جیسے ہو یاقوت کی فانوس مین
اوسکی مژگان کو اگر کچھ بھی نہین ہے خیال
سر پہ سے سنگ فسان پر یار کی تیغ نگاہ
ایک گل اس شلہ نازک کو ہوا بار گران
پیشہ ملک عشق کا کچھ کم نہین جبریل سے

اے شہیدی شرط ضبط نفس ہے غواص کو
زندگی مین دم سنارا اس بحر اخضر کے تلے

دلجوی عشاق سے فرصت نہین ملتی
آسان ہے وہان مجلس مین آکر جانا
دیتا ہے اگر زہر ملا دے شکر اسمین
ہے شکل مری قیس کے نقشہ سی مشابہ

ولہ

یا ناز سے اپنے تمہین رخصت نہین ملتی
صورت سی پہ اوسکی مری صورت نہین ملتی
پیے زہر شکر مین مجھے لذت نہین ملتی
لیلی کی پہ اس شوخ سے نکہت نہین ملتی

دیوان شہیدی

[illegible]

ولہ

[illegible]

غیست ہون مم بھرہین لوہی کیطرح — گرچہ جدا ہون خانہ خمار سے

ہرنگہ مین سوتغافل ہون نہان — سادگی نازان ہے اُس عیار سے

سایہ کو افتادگی مین بحث ہے — میرے ویران خانہ کی دیوار سے

لاشہ مجنون کے گرد آکے غزال — سرنگون بیٹھے تہے ماتم دار سے

ندر آنکھون کی ہیریان ہوا — کیا چہپاتا مین گزک میخوار سے

نسخہ صحت مرا رکہتا ہے صاد — کلر خون کے نرگس بیمار سے

دامن قاتل پہ دوڑا تا ہون ہاتھ — شوق ہے کیا زخم دامن دار سے

عشق نے یون عقل کو گھیرا لیا — مست چہپتے جسطرح ہشیار سے

رکھین کس کس ریش پر مرہم مگر — سینہ رنگین تختۂ زنگار سے

گرم رفتاری میری ہے یقین — دشت مین شعلے اٹھین ہر خار سے

میری گردش کا اثر ہے آسمان — ہو نمود دائرہ پرکار سے

عاشقون کا دین و ایمان اشک و آہ — ہین وہ فارغ سبحہ و زنار سے

آتش دوزخ گل افسردہ ہے — میرے دل کی آتشین گلزار سے

کرکے توبہ پائی بن مانگے شراب — ہے دعا مقبول استغفار سے

کوہ پیدا الماس کے ہی راہ عشق — مجھکو چلنا سینہ انگار سے

اک گل رعنا سے فردوس جحیم	عشق رنگ آمیز کے گلزار سے
ضد سے وہ اعتط خلد مین ہوجائینگے	مے سے کے بنا سے میرے استغفار سے
دل ہی جانے ہے درازی راتکی	طول شب کا پوچھیے بیمار سے
جوتیان کھاکر تہ پھر آیا رقیب	سچ مثل ہے بھوت بھاگی مار سے
سینکڑون بے خانمان اوسکے گھر کے گرد	رات بھر پھرتے ہین چوکیدار سے
خط نکالا اوس نے نکلیگا ضرور	میرا خط بھی روزن دیوار سے
نرگس بیمار اور آزار خلق	جسکو بیماری اس آزار سے

اے شہیدی عاشقانہ لکھہ غزل
فائدہ اس وضع کی گفتار سے

مدعا کر کام دل ہے یار سے	دن مین سو آسکتے ہین بازار سے
باوفا ہون وصل کا طالب ہون کیا	دوستی مجھکو ہے اپنے یار سے
عالم رویا مین اوسکو دیکھہ کر	منفعل ہون حسرت دیدار سے
کاش وہ بیگانہ خو ہو خواب	آشنا ہو پرسش بیمار سے
بات کی اوس نے ہی مجھسے بزم مین	پھر اجازت مانگ کر اغیار سے
مے کے پینے کی وہ کھا بیٹھا قسم	ہمدم ناداں تری تکرار سے

دیوان شہیدی

وله

غزل

خالی ہے مذاق اس غزل کا

دلیل اتقا ہے تجھسے ہم بزمی فرشتوں کی
اگر عاشق ہو البتہ ہو صحبت روسیاہوں سے

نامہ

سر دفتر اشتیاق کیشان — شیرازہ خاطر پریشان
اللہ رکھے تجھے سلامت — با عیش و نشاط تا قیامت
گنگا جمنا مین تا ہے پانی — دایم رہے تمکو شادمانی
تا زیست نہو تمہین کوئی غم — غم کھانے کو ایک ہم ہین کیا کم
اپنی ہے یہی دعا خدا سے — تم خوش رہو ہم ہوئی بلا سے
مطلوب تمہاری عافیت ہے — یان خبر نہین نہ خیریت ہے
جس دن سے اودھر کو تم سدھارے — راتون مین گنا کیا ہون تارے
انجم سے جو شب شمار غم ہے — دن کو مجھے کاروبار غم ہے
جی نکلا ہی تن سے جای ہی ہاے — رہ رہ یہی دل مین آے ہی ہاے
اکبار نصیب سو گیا کیا — کیا تہا اور آہ ہو گیا کیا
اکب سفر کی تم نے ٹھانی — کی حلق پہ میرے تیغ رانی
یا شب مجھے صبح و نکث تہی — یا روندے ہی بنگلے مستانا تہی

سوز غم سے پسی ہوں یجان مین
جلنے مین علم ہون شمع سان مین

رگ رگ مین ہوا ہے دخل ماتم
سرتا بقدم ہون نخل ماتم

ہر صبح فرات چشم کی موج
ہر شام ہے مجھکو شام کی فوج

ہر روز ہین کربلا کے آفات
ہر رات ہے مجھکو قتل کی رات

ہے نعرہ ہاے دوست ہردم
شوال ہوا ہے مجھے محرم

تسکین کو جو تم نے خط لکھا تھا
شوق اپنا بہر نمط لکھا تھا

یاداش سے بڑھی مجھے تمہاری
دونی ہوی دلکی بے قراری

چاہت بھرے وہ حروف یکسر
نشتر ہو چبھے مرے جگر پر

رو رو کے پڑھا تمام مین نے
دل کو لیا تھام تھام مین نے

پھر دیدہ تر پر اپنے رکھا
پھاہا سا جگر پہ اپنے رکھا

آنکھون کو مری تھا نور حاصل
سینہ کو ہوا سرور حاصل

بندہ کو جو بے وفا لکھا ہے
حیران ہون یہ تمنے کیا لکھا ہے

کیا اپنی سی میری چاہ جانی
اللہ رہی تمہاری بدگمانی

ہم ہجر مین جی کو یون گنواوین
تو بھی نہین کچھ تمہارے بھاوین

مطلوم نہین جان خیال افسوس
کس سے کہین آہ حال افسوس

	کرسول آپ نے خنجر کبھی دودھارے لیئے	
دکھانے پر بھا وہ تیغ زبان کے کچھ جوہر کلام کرنے مین سمجھا جو سو طرح کا شر		کہ اک حریف نمودار جھٹ ہوا آکر تو کیا کہون کہ وہ منہہ سے تو کچھ نبولا پر
	نگاہین بولین کہ کہتے ہو کیا تمہارے لیئے	
رہی مطیع شہیدی کہ ایک مدت خلق رہا وہ سب سے کرسے آج اپنی عزت خلق		ورے ہماری اگر آسکے دیکھی شان شوکت خلق لسان گوہر ریا ہوئے ہین جرات خلق
	سخن کے واسطے ہم اور سخن ہمارے لیئے	

خمسہ بر غزل جرات

یاد جس دم مجھے یہ عیش کی صحبت ہوگی زیست دشوار ہے جب دلکو اذیت ہوگی		آہ و نالہ سے نہ اک دم فراغت ہوگی کل وہ گھر جائے گا تو سخت حیات ہوگی
	جان رخصت مرے تن سے دم رخصت ہوگی	
کیا کہون آہ جو احوال مرا کل ہوگا اپنے عہدہ سے ہر اک عضو معطل ہوگا		عشرت و عیش کا دروازہ مقفل ہوگا جبکہ وہ نور نظر آنکھ سے اوجھل ہوگا
	پھر مری چشم مین کیا خاک بصارت ہوگی	
بیقراری رہیگی چشمہ سیماب کی شکل		موج غم مین پھنسے گا پر تو ہتاب کی شکل

نشہ بادہ سے کھل بیٹھنا جب آویگا یاد
بستر عیش پہ مل بیٹھنا جب آویگا یاد
پھر تو ملنے کی ذرا مجھ میں نہ طاقت ہوگی

میرے گھر سنکے اُسے رشک ہی یاری باری
چپکے چپکے مری کرتے تھے وہ خاطرداری
تخیہ رہتے ہیں پس دیوار پہ ہشیاری
جیکہ آواز سنون گا نہ وہ پیاری پیاری
دل یہ چلائے گا بس کہ اک آفت ہوگی

گھر میں وا خاک نگو گا رہونگا شہر میں کب
برسوں رکھیگی پریشان مجھے اسکی طلب
دیکھو لگا اسکے تجسس میں عجم اور عرب
وہ پری رو مجھے ڈھونڈے ہی نظر آویگا نہ جب
آہ تو جوش جنون سے مجھے وحشت ہوگی

ہی پسندیدہ مرے شعر کا ڈھب لوگوں کو
ہے سنے میر اخن جیسی ہے کب لوگوں کو
ریختی سے مری ہوتی ہی طرب لوگوں کو
صاف دیوانہ میں بنجاؤنگا تب لوگوں کو
میری گویائی کی بعلوم فصاحت ہوگی

عہد عشرت میں شہیدی نے کیا شاد آسے
شعر میں پڑھوانے ہی دیتی رہی داد اسے
اپنے معشوق کے آگے کہا استاد سے
روز و شب کی یہ نشست آویگی جب یاد اسے
پھر تو او سکھنے کی بجہ جرات میں جرات ہوگی

مخمسہ بر غزل جرات

دو نیم روز اگر ہمسے منہ چھپا ویگا
امید کل تہی کہ تشریف آج لاوے گا

تڑپیت نزع کے بستر پہ ہمکو پا ویگا
جو آج کل کیطرح سے تو پھر آویگا

تو دل کو کل مرے اسے بیخبر نہ آوے گی

وہ سنگدل ہے تری جان کا عدو جرات
ہوئی ہی اسسے شہیدی کی گفتگو جرات

عبث ہے تجھکو سفارش کی آرزو جرات
ہزار درد دل اپنا کہے کا تو جرات

پہ اوسکی سنکے کبھی چشم بھر نہ آویگی

خمسہ بر غزل عطا

شب وعدہ پری لقا کی ہے
منہ مین تاخیر بس ہوا کی ہے

دھوم آفاق مین گھٹا کی ہے
آمد آمد جو اوس بلا کی ہے

مہربانی سی کچھ خدا کی ہے

مست بے مے ہے نرگس فتان
سرخ رہتے ہین لعل لب بے پان

بن بنائے وہ زلف ہے پیچان
خود وہ پنجہ ہے غیرت مرجان

نہین پروا اسے حنا کی ہے

تجھکو شیرین تہی کوہکن شیرین
جسکے بوسے سے ہو دہن شیرین

تجھکو میسر اہے سیمتن شیرین
لب سے نکلے نہ کیون سخن شیرین

گر شہیدی سے ربط ہے منظور
نہین دہلوی و عطا سے دور

خمسہ بر غزل نصیر

رات محفل مین پیرو نے منگایا بیڑا
تھا گمان سبکو ہمارے لیے آیا بیڑا

مین جو مانگون ہون تو جھنجلا کی خفا ہو بیٹھی — شرم رہو ہو کی یہ کیس منہ سی تو اب بولے ہی

میں نے کس روز ترے ہاتھ سے کھایا بیڑا

غیر کے گھر مین دوالی کو جو مہمان گیا — ایسا نادان کہ جادو کی یہ پایان گیا

آج شاید وہ ہری لونگ سی پہچان گیا — سبز بختی کہون کیا اپنی کہ جھٹ جان گیا

پڑھکے افسون جو کھلانے کو ہی لایا بیڑا

نام گن گن کے لیئے آپ نے جیتنون کے — بھر لیئے گا نہ بھر و یہ کبھی انسون کے

کوئی ڈرتا ہون ڈر رادنی سے مین اب فتنون کا — لال کر دون گا ابھی بزم مین کشتنون کے

ہاتھ سے اپنے کسی کو جو کھلایا بیڑا

آنکھہ سرکار کی شخص سے لڑ جاویگی — جان پر اوسکی غضب بجلی سی پڑ جاویگی

یہ رہے یاد کہ شیخی وہین جھڑ جاویگی — میری اور آپ کی محفل مین بگڑ جاویگی

تحفے دینے کو کسی کے جو بنایا بیڑا

کل وہ دکھلا کے سخت اپنی غیر کو بیار — قتل کرنیکو شہیدی سے دل افگار رہا

اب جو گلشن مین اکیلا رہون او رہیار یار — یہ نصیب اوسکے گلے کا ہو پھر کیونکر یار

آج گلرو نے مجھے دیکھکے کھایا بیڑا

جنازہ نامہ

نیام سرخ مین رخشندہ صمصام — ہمیشہ تشنہ خون شکل بہرام
نیام اوس تیغ سپر شیا کہان ہے — وہ خون سرخ اعدا مین نہان ہے
زبان پر ہے مبارکبادی فتح — گلے مین ہے لباس شادی فتح
دم کین آب شمشیر روان ہے — بوقت لطف بوی ضیمران ہے
نسیم خلق سب خلقت کو شامل — کھلے ہر سو ہزارون غنچۂ دل
ہنر ور دوست اہل علم پرور — در دولت پہ حاضر سو سخن ور
ٹئی اک عمر پچھلون کی کہانی — یہان دیکھا کمال قدردانی
کب اہل علم کی ہے اسکو حاجت — مگر ہے سب پہ یکسان اسکو شفقت
وخود ہے جامع معقول منقول — کہا جو شعر سب عالم مین مقبول
غزل مین سعدی ثانی کہین سب — قصیدے اسکے خاقانی کہین سب
کیا اک مثنوی کی نظم کا عزم — رہے یارب ہمیشہ زیب ہر بزم
سخن کا رتبہ پہونچایا فلک پر — لکھی دیکھی ہے شہبال ملک پر
نئی تشبیہین نادر استعارے — معانی پر بیان کے سو اشارے
فزون تصریح سے اوضح کنایے — نہایت ابلغ و افصح کنایے
طرب پیرا خیابان صنائع — فرح افزا گلستان بدائع

خاتمة الطبع